بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال وحسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی دینی مجلّہ!

ماہنامہ الفرقان ربوہ

مقالات

١- قنوطیت اور مسخرا بن — مدیر "چٹان" کے مقالہ کا خلاصہ ... ص١
٢- یورپ میں تبلیغِ اسلام ... ص٣
٣- اصحابِ کہف انکشافاتِ جدیدہ کی روشنی میں ... ص١٠
٤- شذرات ... ص١٣
٥- اسلام اور دیگر مذاہب (اسلام کے دس امتیازی کمالات) ... ص١٧
٦- مغربی ممالک میں اسلام اور علماء ... ص٣٢
٧- خطباتِ کلیمنٹائن — کتاب مقدس میں تغیر و تبدل پر پطرس کے خیالات ... ص٣٣
٨- حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کی یاد میں (نظم) ... ص٣٨
٩- ختمِ نبوت کی حقیقت (نظم) ... ص٣٩
١٠- پادری عبد الحق صاحب کی "مذبوحی حرکات" ... ص٤٩

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت: ...... چھ روپے
دیگر ممالک: ...... تیرہ شلنگ

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

تاریخ اشاعت
ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ مقرر ہے
سالانہ چندہ پیشگی آنا لازمی ہے!

آئندہ کے لئے ہمارا اصول

نہایت ضروری اعلان

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک تقریر میں فرمایا ہے کہ:-

"میں اخبار والوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ پیشگی قیمت لئے بغیر وہ کسی کے نام اخبار جاری نہ کیا کریں کیونکہ بعض لوگ اخبار تو وصول کرتے چلے جاتے ہیں مگر بعد میں قیمت نہیں دیتے۔ اس طرح اخبار والوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔" (الفضل یکم مئی ۱۹۶۲ء)

رسالہ الفرقان محض ایک تبلیغی رسالہ ہے اسے ہرگز کسی تجارتی غرض سے جاری نہیں کیا گیا۔ دفتر کی رپورٹ ہے کہ بقایادار حضرات کے ذمہ کئی ہزار روپیہ **واجب الوصول** باقی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں رسالہ کا جاری رہنا سخت مشکل ہے۔ جملہ بقایادار حضرات سے درخواست ہے کہ جلد سے جلد اپنے ذمہ کی رقوم مینیجر رسالہ کے نام ارسال فرما دیں ورنہ تین ماہ کے بعد کسی بقایادار کے نام رسالہ جاری نہ رہ سکے گا۔ آخر نادہندہ اصحاب کے نام افسوس کے ساتھ ریکارڈ بھی کئے جائیں گے۔

حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کی نصیحت کے ماتحت دفتر الفرقان نے آئندہ کے لئے یہ **اصول** مقرر کر لیا ہے کہ جب تک کسی خریدار کی طرف سے پیشگی رقم نہ آئیگی اسکے نام رسالہ جاری نہ ہوگا۔ امید ہے کہ خریدار حضرات پورا پورا تعاون فرمائیںگے۔ منی آرڈر کرانے والے دوست فیس منی آرڈر سالانہ چندہ چھ روپے میں وضع کر سکتے ہیں۔ وی پی منگوانے کی صورت میں آٹھ آنے زیادہ خرچ ہوں گے۔

نوٹ:- اپریل مئی ۶۲ء کے **"خاتم النبیین نمبر"** کے نہایت قلیل نسخے دفتر میں موجود ہیں۔ صرف نئے سالانہ خریدار بننے والے کو یہ نمبر دیا جا سکتا ہے

خریداری کے لئے بہرحال پیشگی سالانہ چندہ چھ روپے آنا لازمی ہے۔!

مینیجر الفرقان۔ ربوہ

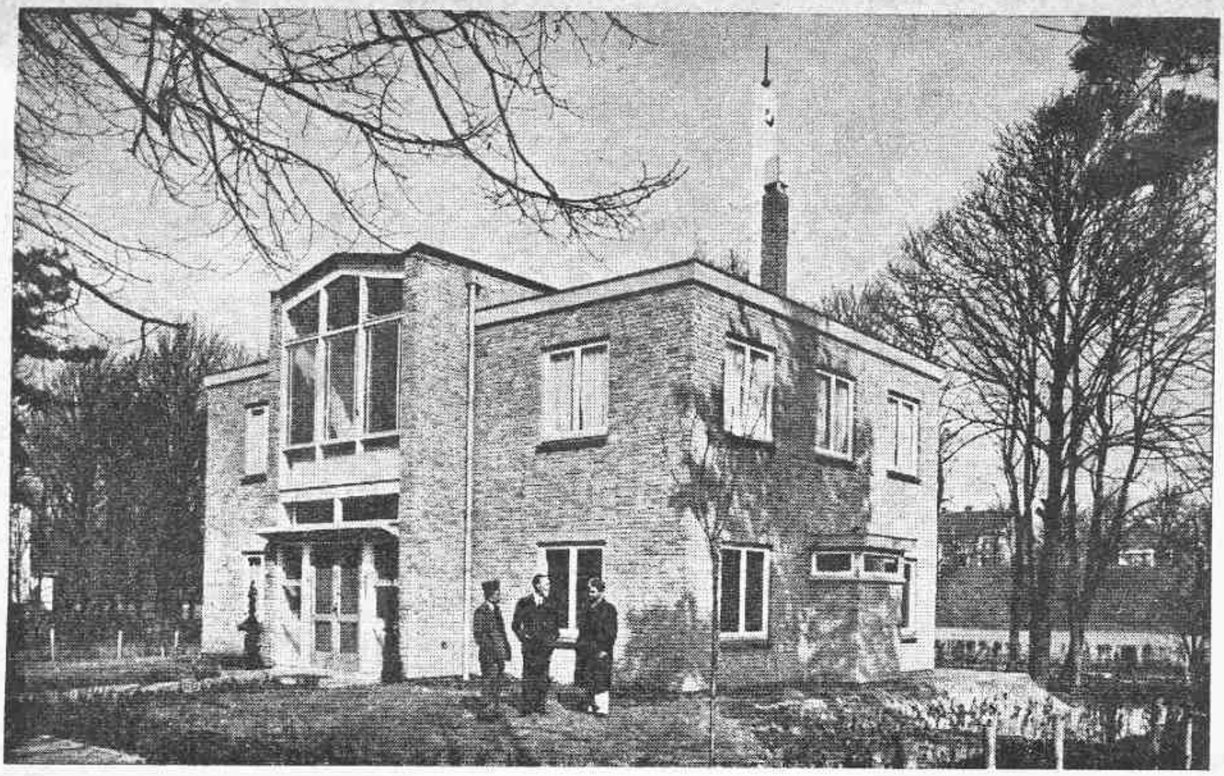

احمدی مستورات کے چندہ سے تعمیر شدہ مسجد ہالینڈ

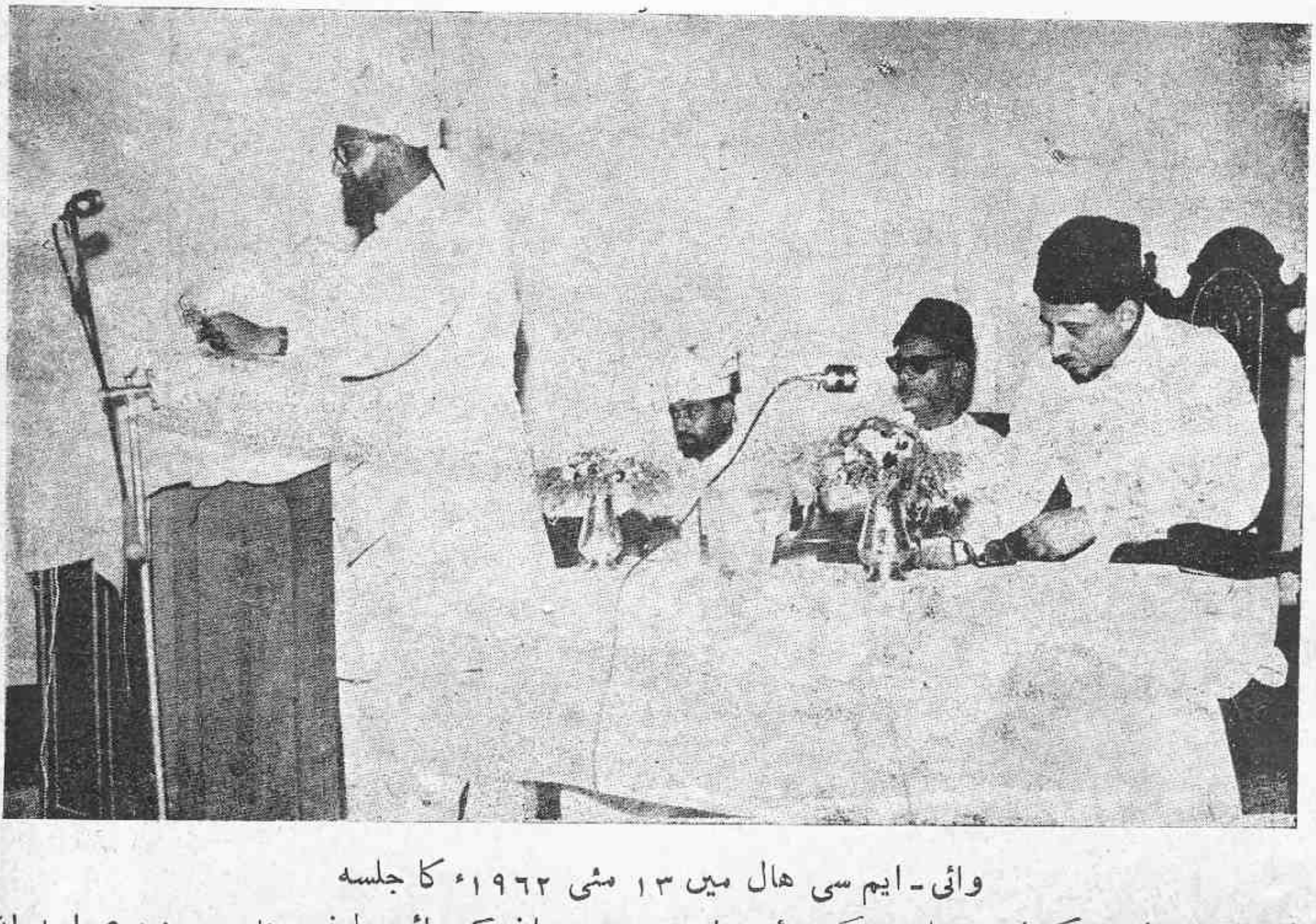

وائی۔ایم سی ہال میں ۱۳ مئی ۱۹۶۲ء کا جلسہ

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کرسئ صدارت پر ہیں۔ ان کے دائیں طرف جناب چودھری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور جناب شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ افریقہ تشریف فرما ہیں۔ مولانا ابو العطاء صاحب تقریر کر رہے ہیں (فوٹو خدام الاحمدیہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

ممالکِ بیرون میں تعمیرِ مساجد کا لائحۂ عمل

ارشاد فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) **بڑے تاجر** - مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کارخانوں کے مالک ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کے پہلے سودے کا پورا منافع خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے دیں۔ خواہ ایک پیسہ ہو یا ہزار روپیہ۔

(۲) **چھوٹے تاجر** - ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع بیت اللہ کی تعمیر کیلئے دیں۔

(۳) **ملازمین** کو ہر سال جو سالانہ ترقی ملے اسمیں سے پہلی ترقی مساجد کی تعمیر کے لئے دیا کریں۔

(ب) اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو وہ پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دیں۔

(ج) عارضی ملازمین جن کو ترقی نہیں ملتی ایک ماہ کی تنخواہ کا ½ دیں۔

(۴) **وکلاء - ڈاکٹر** اور پیشہ ور صاحبان گزشتہ سال کی آمد مقرر کریں اور پھر اس تعین کے بعد اگلے سال ان کی آمد نی میں جو زیادتی ہو اس کا دسواں حصہ نیز ماہ نئی کی آمد کا پانچ فیصدی۔

(۵) **کنٹریکٹر صاحبان** ہر سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو اس میں سے ایک فیصدی۔

(۶) **صناع** - مستری، لوہار، درزی، بڑھئی اور مزدوری پیشہ احباب ہر ماہ کی پہلی تاریخ یا مہینے کا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی جو مزدوری ہو اس کا دسواں حصہ۔

(۷) **زمیندار** احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ اور اس سے زائد زمین والے دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دیا کریں۔

(۸) **مزارع** احباب جن کی مزارعت دس ایکڑ سے کم ہو وہ دو پیسہ فی ایکڑ اور زائد مزارعت والے ایک آنہ فی ایکڑ کی شرح سے مسجد فنڈ دیا کریں۔

مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر، شادی پر، بیٹے کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر یا امتحان میں پاس ہونے پر خانۂ خدا کی تعمیر کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور دے دیا کریں۔

پیش کردہ :- وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان

اداریہ

قنوطیت اور مسخرا پن

مدیر "چٹان" کے مقالہ کا خلاصہ

جناب شورش کاشمیری مدیر چٹان لاہور لکھتے ہیں:۔

(۱) "یہ بات فکر و نظر کے ہر اختلاف سے بالا ہے کہ مسلمانوں میں ایک انحطاط پذیر قوم کی ساری خرابیاں موجود ہیں۔"

(۲) "اگر مسلمانوں کے اس انحطاط اور زوال کی تاریخ مرتب کی جائے تو اس میں سب سے زیادہ جس گروہ کا ہاتھ نظر آئے گا وہ ہمارے مفتی ہوں گے۔ علماء ہوں گے۔ ملا ہوں گے۔ ذاکر ہوں گے۔ مجتہد ہونگے۔ محدث ہوں گے۔ صوفی ہوں گے۔"

(۳) "حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اونچا طبقہ جنہیں ارباب حل و عقد بھی کہتے ہیں دین سے عاری ہے۔ اور ہمارا دیندار طبقہ جو منبر و محراب کا وارث ہے علم سے خالی ہے۔ رہ گئے عوام تو وہ واقعی کالانعام ہیں۔"

(۴) "ان حالات میں اگر کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ مسلمانوں کے سدھار کی کوئی صورت ہے؟ تو ہم خود اس کا جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں کیونکہ خس و خاشاک کے انبار سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا ——— مرا بچہ حاصلے کشت خرابے۔"

(۵) "ایک ہی صورت ہے کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا آدمی پیدا ہو جس کے ہاتھ میں عمرؓ کا دُرّہ ہو اور اس سرے سے اُس سرے تک اپنی ہیبت بٹھا دے۔ دین نافذ کر کے دم لے۔ دنیا کو اس کے فرائض پر لگا دے اور خود محاسبہ سے بے نیاز ہو ۔۔۔۔ یا پھر قوم سجدۂ شبیری ادا کرنے کے قابل ہو ۔۔۔۔ اگر قوم دُرّۂ عمرؓ یا سجدۂ شبیری دونوں سے تہی دست ہو چکی ہے تو پھر اس قوم کو سنوارنے کے لئے کوئی حجاج بن یوسف ہی اپنی تلوار سے راہ راست پر لا سکتا ہے۔"

(۶) "ظاہر ہے اب پیغمبر یا نبی پیدا نہیں ہونگے اور اگر کوئی نبی یا پیغمبر ظلّی یا بروزی روپ میں آتا ہے تو وہ خود ان تمام عیوب کا مرقع

ہوتا ہے جن عیوب میں مسلمان مبتلا ہیں مسخرا نبی یا مسخرا مسیح ـــــ رہا مہدی موعود کا عقیدہ تو یہ بھی زبوں کاروں اور بے ہمتوں کے کارخانے کا معروف سکہ ہے۔" (چٹان لاہور ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء)

معزز قارئین! تاریخِ عالم میں قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں موجود ہیں۔ قومیں تنزل کے بعد ضرور اُبھرا کرتی ہیں۔ مذہبی تحریکیں کمزور ہونے کے بعد پھر آسمانی قرنا کے ذریعہ طاقت پکڑ جاتی ہیں۔ بیشک مُردہ قوموں میں قُم باذن اللہ سے زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے مگر وہ افراد اور وہ گروہ کبھی نہیں اُبھرتے جو مایوسی کا شکار ہو جائیں، قنوطیت ان کی رگ رگ میں سرایت کر جائے۔ آسمانی آواز کے مقابل استہزاء اور مسخرا پن ان کا شعار بن جائے۔

مدیر چٹان کے مندرجہ بالا پہلے پانچ اقتباس اگر مایوسی اور ناامیدی کا مرقع ہیں تو آخری چھٹا اقتباس انکے مسخرا پن کا شاہکار ہے۔ الٰہیات اور خدائی قانونِ اصلاحِ اُمم سے ناواقفیت کا نتیجہ مایوسی اور تمسخر کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اُمت کا اجماع ہے کہ اُمت کی اصلاح کے لئے، اسلام کے دفاع کے لئے تابعِ شریعتِ محمدیہ نبی آئیگا اور آسمانی نظام ضرور قائم ہوگا جیسا پہلی اُمتوں بالخصوص اُمتِ موسویہ میں ہوا۔ قرآن و احادیث کی تصریحات بھی اس پر ناطق ہیں کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور مہدویت ضرور قائم ہوگی۔ مگر ایک ہفت روزہ اخبار کا ایڈیٹر اتنے بڑے اجماع کو، اتنی واضح صراحت کو اپنی ترنگ میں "زبوں کاروں اور بے ہمتوں کے کارخانے کا معروف سکہ" قرار دیتا ہے اور آنیوالے موعود کو، لاکھوں انسانوں کے محبوب و پیشوا کو "مسخرا نبی اور مسخرا مسیح" کے ناپاک الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ افسوس صد افسوس!

قرآن مجید شاہد ہے کہ ہر نبی کو اُس وقت کے دنیا دار لوگوں نے "مسخرا نبی" قرار دیا تھا۔ فرمایا یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ حضرت موسیٰؑ کو بھی قوم نے أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہکر (معاذ اللہ) مسخرا نبی قرار دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آج سے دو ہزار برس پیشتر حضرت مسیح ناصریؑ کو جس طرح نشانۂ مطاعن بنایا گیا وہ یہود کی کمینہ فطرت پر گواہ ہے۔ کہتے تھے "کیا ناصرہ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" (یوحنا ۴۶/۱) "اس میں بدروح ہے اور وہ دیوانہ ہے تم اسکی کیوں سنتے ہو؟" (یوحنا ۲۰/۱۰)

یہودی قعرِ ذلت میں تھے، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے مر چکے تھے مگر انہوں نے آنیوالے مسیح کو "مسخرا مسیح" کہکر دکھ دیا اور آجتک روحانی طور پر سڑاند میں سڑ رہے ہیں۔ پھر وہ نبیوں پر ایمان لانے سے محروم ہو گئے۔

بھائیو! تم زمانہ پر نگاہ کرو، اللہ تعالیٰ کے کلام پر غور کرو اور اسکے ہاتھ کی انگلی کے اشاروں کو سمجھو۔ یہ زمانہ اسلام کے غلبہ کے لئے مقرر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے لے کر آج تک ستر برس میں کتنی انہونی باتیں ظہور پذیر ہو چکی ہیں۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ احمدیوں کی تعداد تھوڑی ہے شاید ان کے پیشوا کو گالی دے کر اور ان کی دلآزاری کرنے سے حکومتِ پاکستان گرفت نہ کرے گی تو کیا آسمانوں پر خدا موجود نہیں، کیا وہ مظلوموں کی فریاد سُننے والا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے والیہ المشتکیٰ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

یورپ میں تبلیغِ اسلام

(محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کے قلم سے)

ذیل کا دلچسپ اور معلومات افزا مضمون محترم صاحبزادہ صاحب نے ۱۲ر مئی ۱۹۶۲ء کو وائی۔ایم۔سی ہال لاہور کے جلسۂ عام منعقدہ زیرِ انتظام مجلس خدام الاحمدیہ میں سُنایا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور آخر جلسہ تک سب سامعین پوری توجہ سے تقاریر سُنتے رہے۔ صدارت کے فرائض محترم صاحبزادہ صاحب نے ادا فرمائے۔ ان کے علاوہ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مغربی افریقہ، مولانا مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ، صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب فاضل اور خاکسار نے بھی مقالے پڑھے تھے۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ آخر پر ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی ناظم مجلس خدام الاحمدیہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا ——(ایڈیٹر)

اس وقت آپ کے سامنے افریقہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جو تبلیغِ اسلام کی جا رہی ہے اس کا مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ مجھے یورپ میں تبلیغِ اسلام کے متعلق کچھ کہنے کی فرمائش ہوئی ہے۔ یہ وہ دو برِ اعظم ہیں جو اس وقت دنیا کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ افریقہ تو اسلئے کہ صدیوں کی غلامی کے بعد یہ سویا ہوا شیر اب بیدار ہونے کے لئے انگڑائیاں لے رہا ہے اور دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں اس کوشش میں ہیں کہ افریقہ کی سیاست اُن کی سیاست کے ہم خیال ہو جائے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ جب یہ شیر بیدار ہوا اور اس نے دنیوی غلامی کی زنجیروں کو پاش پاش کیا تو یہ اسلام کی آغوش میں آکر روحانی غلامی سے بھی نجات پائے گا۔

دوسری طرف یورپ دنیا کی توجہ کا اسلئے مرکز ہے کہ یورپ کی مادی ترقی ایسے عروج پر پہنچ چکی ہے کہ یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ تمام انسانی مشکلات اور مسائل کا حل اس مادی ترقی کے حاصل کرنے سے ہی ممکن ہو جاتا ہے۔

'یورپ میں تبلیغِ اسلام' —— یہ الفاظ مسلمانوں میں سے بھی بعض کے لئے غیر مانوس اور بعض کے لئے تمسخر اور استہزاء کا موجب ہوں گے۔ بھلا یورپ اپنی اس مادی ترقی کے عروج پر پہنچ کر اسلام کی طرف توجہ کریگا؟ کیا ایک اُمّی نبی کا پیش کردہ مذہب بیسویں صدی کے سائنس دانوں کے لئے کسی دلچسپی یا کشش کا موجب ہو سکتا ہے؟ ہاں ہم جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں

یقین رکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔ جلد یا بدیر وہ دن آنے والا ہے کہ کیا یورپ اور کیا ایشیا اور کیا افریقہ سب کے سب اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونگے اور جب تک دنیا اسلام کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر نہیں رکھے گی دنیا میں حقیقی امن قائم نہیں ہو سکے گا۔

یورپ میں تبلیغ اسلام تین ادوار پر منقسم ہے۔ **اوّل** ان غلط فہمیوں کو دُور کرنا جو اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق یورپ میں پائی جاتی ہیں۔ Crusades (صلیبی جنگوں) کے بعد اسلام کے خلاف اس قدر کتب یورپین مصنفین نے لکھی ہیں اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے اور غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ بچپن کی عمر سے ہی اسلام کے خلاف بغض و عناد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسلئے یہ بغض اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اس کو دُور کرنا آسان کام نہیں۔ **دوسرے** مغربی اقوام کے دلوں میں اسلام کے متعلق جستجو اور دلچسپی پیدا کرنا جس سے وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرینگے اور ان کے افراد اسلام میں داخل ہونا شروع ہونگے۔ اور **تیسرا دور** ان **اقوام** کا اسلام کی آغوش میں آنا ہوگا۔!

اس وقت ہماری تبلیغی کوشش اپنے وسیع دائرہ میں تو ابتدائی دور میں ہے لیکن محدود دائرہ میں دوسرے دور میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی ہمارے مشن قائم ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے متعدد افراد عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ یورپ میں تبلیغی مساعی کا خاکہ پیش کرتا ہوں جس سے ہمارے کام اور ہماری مساعی کے متعلق کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ سب سے مؤثر ذریعہ لٹریچر کی اشاعت ہے اور اس ضمن میں بنیادی چیز قرآن شریف کے **تراجم** کی اشاعت ہے۔ اس وقت تک انگریزی، ڈچ اور جرمن زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم طبع ہو چکے ہیں اور تینوں تراجم Reprint بھی ہو چکے ہیں۔ ڈینش زبان میں قرآن شریف کے ترجمہ کے دس پارے طبع ہو چکے ہیں اور باقی تیار ہو رہے ہیں۔ فرنچ زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ مکمل ہو کر پریس میں جا چکا ہے۔ امید ہے جلد شائع ہو جائے گا۔ ان کے علاوہ رشین، اٹیلین اور سپینش زبانوں میں تراجم کروائے جا چکے ہیں لیکن ابھی طبع نہیں کروائے جا سکے۔ قرآن شریف کے تراجم کے علاوہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی مسائل پر متعدد کتب مختلف یورپین زبانوں میں شائع کروائی جا چکی ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں مختلف چھوٹے چھوٹے پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اسلامی تعلیم پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت کے علاوہ ایک بڑا کام جو مبلغین کو کرنا پڑتا ہے وہ ان اعتراضات کا جواب ہے جو بعض اسلامی تعلیمات پر کئے جاتے ہیں یا ان غلط اور بے بنیاد الزامات اور جھوٹے قصے کہانیوں کا رد ہے جو مختلف کتب، رسائل اور اخبارات میں اسلام کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر دو ایک واقعات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ امریکہ کی ایک فرم نے ایک کتاب شائع کی جس کا نام Living biographies

of Religious Leaders. ہے۔ اس
کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے احتجاج کیا گیا جس کے جواب میں فرم مذکور نے معذرت کی اور لکھا کہ جب کبھی اس کا ردّ جماعت احمدیہ کی طرف سے لکھا جائے تو اس میں اس فرم کی طرف سے قارئین تک ان کی معذرت بھی پہنچائی جائے۔ ان کے خط کے الفاظ یہ ہیں:-

"Please convey
to your readers
how saddened we
have been over
any adverse re-
action, and would
you convey that
we are the last
people in the
world who are
critical of the
very great con-
tributions of the
Muslim faith."

انگلستان اور سوئٹزرلینڈ کے بعض اخباروں میں ایک کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہوا جس میں لکھا تھا:-

"The mountain did not
go to Mohammad but
Mohammad had to go
to the mountain"

اس پر کمپنی مذکور اور اخباروں کو توجہ دلائی گئی کہ یہ بے بنیاد قصہ عیسائی مصنفین نے گھڑا ہے اس میں ہرگز کوئی حقیقت نہیں اور اس قسم کی پست اشتہار بازی مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس لگانے کا موجب ہے تو ان کی طرف سے معذرت کا خط ملا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ احتیاط کریں گے۔ حال ہی میں ایک کتاب جس کا نام "عائشہ" ہے اور جو دراصل جرمن زبان میں کچھ عرصہ ہوا شائع کی گئی تھی اب اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب نہایت فحش اور دلآزار ہے اور اس میں وہ گند اچھالا گیا ہے کہ جس کی نظیر اس زمانہ کے دوسرے لٹریچر میں نہیں مل سکے گی۔ جہاں جہاں ہمارے مشن قائم ہیں ان کی طرف سے اس کے خلاف احتجاج کئے گئے جس کے نتیجہ میں مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں تو اسکی فروخت بند کر دی گئی ہے۔ لیکن اس قسم کی فحش کلامی کا اصل علاج تو یہ ہے کہ اس کتاب کا ردّ لکھا جائے اور الزامِ خصم کے لئے وہی زبان استعمال کی جائے جو اس کتاب کے مصنف نے کی ہے۔ ہماری طرف سے اس کا جواب لکھا جا چکا ہے جو ہم باہر کے کسی ملک سے شائع کروائیں گے۔ ہم نے اس سے قبل پبلشر کو انتباہ کر دیا تھا کہ یا تو اس کتاب کو واپس لیا جائے ورنہ ہمارے پاس بھی ایسا مواد موجود ہے کہ عیسائی دنیا تلملا اٹھے گی۔

کچھ عرصہ ہوا جب شاہِ ایران نے ملکہ ثریا کو

طلاق دی تو سوئٹزرلینڈ کے ایک روزنامہ اخبار نے لکھا کہ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ اگر پانچ سال کے اندر کسی بادشاہ کی بیوی کے نرینہ اولاد نہ ہو تو وہ اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اس پر اُس اخبار اور مضمون نگار کو خط لکھا گیا کہ یہ بات بالکل غلط ہے قرآن شریف میں ہرگز ایسی کوئی تعلیم نہیں۔ نیز شادی بیاہ اور میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق اسلامی تعلیم پر مضمون لکھوایا گیا۔

اِن امور کے علاوہ نومسلموں کے تمدنی حقوق کی حفاظت کے لئے بھی کوشش کی جاتی ہے کہ تا مسلمان ہونے کے بعد ان کے لئے کوئی مشکلات پیدا نہ ہوں۔ ڈنمارک میں ہمارے مشن نے حکومت کو درخواست دی کہ نومسلم مردوں اور عورتوں میں باہم شادی بیاہ کو رجسٹر کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے لیکن حکومت نے اِس امر کو اِس بناء پر تسلیم نہ کیا کہ موجودہ ملکی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس پر پریس کے ذریعہ حکومت کو توجہ دلائی گئی کہ کیا وجہ ہے کہ نومسلموں کو یہ حق نہیں دیا جاتا؟ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منسٹر آف چرچ نے سابقہ قانون کو بدلوانے کے لئے پارلیمنٹ میں معاملہ پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

دوسرا بڑا ذریعہ جو اسلام سے متعارف کرنے کا موجب ہوتا ہے وہ مساجد کا قیام ہے۔ اِس وقت تک چار مساجد مغربی ممالک میں تعمیر ہو چکی ہیں (۱) مسجد لندن جو احمدی مستورات کے چندہ سے ۱۹۲۴ء میں تعمیر کی گئی۔ (۲) مسجد ہیگ، ہالینڈ، جو احمدی مستورات کے چندہ سے ۱۹۵۵ء میں تعمیر کی گئی۔ (۳) مسجد ہمبرگ، جرمنی، جو ۱۹۵۷ء میں تعمیر کی گئی۔ (۴) مسجد فرینکفرٹ، جرمنی، جو ۱۹۵۹ء میں تعمیر کی گئی۔ اِن مساجد کے علاوہ زیورک، سوئٹزرلینڈ میں عنقریب مسجد کی تعمیر شروع ہونے والی ہے اور کوپن ہیگن، ڈنمارک میں مسجد کے لئے قطعۂ زمین خریدا جا چکا ہے۔ مساجد اپنی ذات میں تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ جہاں جہاں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ وہاں کے لوگوں میں اسلام کو سمجھنے اور اسلام کے متعلق تحقیق کرنے کی طرف رغبت اور میلان پیدا ہوا ہے۔

لیکچرز تیسرا ذریعہ جو اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے وہ لیکچرز ہیں۔ ایک باقاعدہ پروگرام کے ماتحت مختلف کلبوں، سوسائٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں لیکچرز کا انتظام کیا جاتا ہے اور اس ذریعہ سے سوسائٹی کے بعض خاص طبقات اور طلبہ کو اسلام سے روشناس کروایا جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کوشش اور سعی کا کوئی نتیجہ بھی ہے؟ اور کیا اس نتیجہ میں یورپ میں اسلام کے متعلق جستجو یا توجہ بھی پیدا ہوئی؟ کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام محض وقت اور روپیہ کا ضیاع ہے؟ اس کا ایک جواب تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے ذریعہ سے اسلام قبول کر چکے ہیں اور صرف نام کے مسلمان ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اسلام کو سمجھ کر اسلام میں داخل ہوئے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے ہیں۔ ان میں باقاعدہ نمازیں ادا کرنے والے، روزے رکھنے والے اور دیگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے بھی ہیں۔ میں صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا کیونکہ یہ مثال ایک سولہ سالہ عمر کے بچے کی ہے۔ اسلو، ناروے

کا ایک طالب علم اولف روڈ نے جس کی عمر سولہ سال کی تھی اور اسے پادری بنانے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا اُسے عیسائیت میں روحانی سکون نصیب نہ ہؤا۔ بالآخر جب احمدی مبلّغ کے ذریعہ اُسے اسلام کا پیغام ملا اور اس نے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا تو اس پر اسلام کی صداقت کھُل گئی اور وہ اسلام لے آیا۔ اس کے مسلمان ہونے پر ناروے کے پریس میں بہت شور پیدا ہؤا اور اخبارات نے لکھا کہ یہ لڑکا سکول کی کلاسز کے دوران جب نماز کا وقت آتا ہے تو اساتذہ سے اجازت لیکر نماز پڑھتا ہے اور ماہِ رمضان کے روزے بھی رکھتا ہے اور دیگر احکامِ اسلام کی پابندی بھی کرتا ہے۔

اس سوال کا دوسرا جواب یورپ سے نکلنے والے وہ بیسیوں اخبارات کے statements & Comments ہیں جو مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) سوئٹزرلینڈ کے ایک اخبار freidenker نے ایک نہایت دلچسپ مقالہ لکھا۔ یہ اخبار لکھتا ہے:-

"باوجود اس کے کہ مسیحیت کی طرف منسوب ہونے والے انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ باطنی اعتقاد کے لحاظ سے محفوظ ہیں مگر جہاں تک کلیسا کا تعلق ہے وہ گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہے اور ایسے ان پریشانیوں کے دُور ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ اس پر مستزاد یہ کہ سابقہ پریشانیوں میں نئی پریشانیوں کا برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ ان نئی پریشانیوں میں سے ایک اسلام ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اِس زمانہ کا حملہ آور اسلام۔ جب ہم گذشتہ صدیوں کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلام مشرق سے اٹھا اور بلقان کے راستے وی آنا تک بڑھتا چلا گیا۔ اپنی اس پیشقدمی کے دوران تمام شمالی افریقہ کو اس نے اپنے زیرنگیں کیا۔ سپین پر وہ چھا گیا۔ پرنیز سے گذر کر فرانس کے عین قلب میں وہ جا پہنچا۔ یہی نہیں بلکہ سوئٹزرلینڈ میں ویلے تک اُسے دسترس حاصل ہوئی۔ الغرض مشرق سے لیکر مغرب تک تمام کا تمام عیسائی یورپ اس کے آہنی پنجہ میں جکڑا ہؤا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی آج بھی ہمیں کچھ اسی قسم کا خطرہ درپیش ہے؟ کیا ایک دفعہ پھر وہی پہلی سی ہنگامی صورت پیدا ہو چکی ہے اور ترکوں کی کسی نئی پیشقدمی کے نتیجہ میں وہی خطرہ پھر ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے؟ نہیں یقیناً نہیں۔ آج ہم کسی ایسی صورتِ حال سے دوچار نہیں کہ عرب فوجیں بکلی اور خمدار تلواریں ہاتھوں میں لئے بوڑھے اور ضعیف یورپ کی طرف بڑھی چلی آرہی ہوں۔ آج اسلام جن ہتھیاروں سے حملہ آور ہے وہ سابقہ ہتھیاروں کی نسبت بہت نازک ہیں لیکن اثر کے لحاظ سے خمدار تلواروں سے کسی طرح کم نہیں۔ ہمارے زمانہ میں اسلام کا حملہ

ان تبلیغی مشنوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے جن کی پیشقدمی بالخصوص افریقہ اور ایشیا میں کچھ ایسی نوعیت کی حامل ہے کہ اسے روکنا آسان نہیں۔ ان دونوں براعظموں میں اسلام کی تبلیغی مہم بڑی مضبوطی سے اپنے پاؤں جماتی چلی جا رہی ہے۔ اور دن بدن اس کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وہ صورتِ حال ہے جو عیسائی مشنریوں کے کام کو مشکل اور ان کی زندگی کو تلخ بنانے کا موجب بنی ہوئی ہے لیکن اسلام اپنی ان تبلیغی کامیابیوں پر جو اسے افریقہ اور ایشیا میں حاصل ہو رہی ہیں مطمئن ہونے کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ دوسری طرف یک بستہ دیوار کی طرح عیسائی یورپ کے قلب کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہاں خود ہمارے درمیان اس کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ کلیسیا اس صورتِ حال پہ بہت پریشان ہے اور اسے اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے۔"

(۲) اسی طرح ہالینڈ کا ایک اخبار "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے" "دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں۔ اس میلان کو روکنے اور اس تبلیغ کے اثرات کو دُور کرنے کے لئے جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں اس کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا۔"

(۳) ہیگ ہالینڈ کا ایک اور کثیر الاشاعت اخبار "مغربی یورپ میں اسلامی مہم کا آغاز" کے تحت لکھتا ہے:-

"اسلام کسی خاص قوم یا علاقہ کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور موجودہ عالمگیر مشکلات کا حل اس میں مضمر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ گیارہ بارہ سال کے عرصہ میں یورپ کی کسی قابلِ ذکر تعداد نے اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا لیکن یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ اس عرصہ میں اس جماعت کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والی ضرور پیدا ہو گئی ہے۔"

(۴) اسی طرح کوپن ہیگن کے ایک اخبار نے اپنی ۱۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں ایک عیسائی مشنری ایلفرڈ نیلسن کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:-

"ہمیں اس سے دلچسپی ہے کہ اسلامی حملہ کا سکنڈے نیویا میں کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔

اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ ان لوگوں کو کامیابی ہوگی۔"

اِن چند اقتباسات سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی ان تبلیغی کوششوں کا غیر دل پر کس حد تک اثر ہے اور اس بارہ میں ان کا کیا ردّ عمل ہے۔

مَیں اس موقعہ پر اپنے ان مسلمان بھائیوں سے جو اِس جماعت میں شامل نہیں ایک گذارش بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان نہیں بلکہ کسی نئے دین یا نئی شریعت کے پیرو ہیں یہ ہرگز درست نہیں۔ ہم اُس خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں جس کا تصور اسلام نے پیش کیا۔ ہم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور آپؐ کے متعلق یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آپ تمام انبیاء سے افضل تھے۔ نہ آپؐ سے پہلے کوئی اِس شان کا نبی آیا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو آپؐ کی غلامی سے آزاد اور آپ کی اُمت سے باہر ہو۔ ہم قرآن شریف کو آخری شریعت یقین کرتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر سوسائٹی کے لئے قابل عمل ہے اور نجات کا ذریعہ ہے اور بغیر اس تعلیم پر عمل کئے انسان اپنی پیدائش کی حقیقی غرض کو نہیں پا سکتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن شریف کا ہر لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسی شکل میں اب تک محفوظ ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گا جس شکل میں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ ہم قرآنی آیات میں کسی ناسخ اور منسوخ کے گورکھ دھندے کے قائل نہیں۔

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اسلام آخری اور کامل دین ہے۔ جس طرح انسان نے تمدنی لحاظ سے تدریجی ترقی کی ہے اسی طرح روحانی لحاظ سے بھی تدریجی ترقی حاصل ہوئی۔ اور اس ترقی کا منتہیٰ اسلام کی شکل میں انسان کو عطا ہوا۔ اس کے بعد نہ کوئی نیا دین آسکتا ہے نہ نئی شریعت۔ کیونکہ انسان کی تمام ضروریات روحانی ہوں یا جسمانی اس تعلیم میں موجود ہیں۔ غرض ہمارا ایمان اور ہمارا مسلک حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اِس شعر سے واضح ہے جس میں آپ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہی جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا ایمان ہے اور اگر کسی کے نزدیک یہ کفر ہے تو ہم اس کفر پر لاکھوں ایمانوں کو قربان کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

مبارکباد کا تار

الفرقان کے "ختم نبوت نمبر" (اپریل مئی ۱۹۶۲ء) پر صدہا احباب نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ملک رشید احمد صاحب قیصر ریسٹورنٹ کراچی نے تو بذریعہ تار دلی مبارکباد بھیجی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر بخشے آمین۔

قرآنی بیانات کی تصدیق میں تحقیقی مقالہ

اصحاب کہف انکشافات جدیدہ کی روشنی میں

(۱)

(از جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری "فاضل عیسائیت")

آج سے پندرہ سال قبل وادی قمران کی غاروں سے قدیم نوشتوں کا بیش بہا ذخیرہ دستیاب ہوا۔ یہ دستاویزات جو کہ صحائف بحرِ میت کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں پہلی صدی قبل مسیح اور قرن اول کے اسینی یہودیوں کا لٹریری کا سرمایہ ہیں۔ ان آثار میں عہد عتیق کے نوشتے، یہودیوں کا مذہبی لٹریچر، اسینی تفاسیر اور عبرانی مناجات شامل ہیں۔ اسینی یہودی چونکہ نصاریٰ میں جذب ہو گئے اسلئے محققین کا ایک گروہ بجا طور پر اس امر کا مدعی ہے کہ ان نوشتوں میں عیسائی لٹریچر بھی شامل ہے۔ کہف چہارم سے یسوع کے زبوروں کے نام سے جن عبرانی نظموں کا انکشاف ہوا ان سے بھی ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ مبنی بر صداقت ہے۔

بحیرۂ مردار کے شمال مغرب میں کم و بیش اڑھائی سو غاروں والا یہ علاقہ یروشلم اور بیت اللحم سے سو میل سے کم فاصلہ پر ہے۔ غاروں کے باہر [illegible] پرانے [illegible] ہاؤس کے آثار بھی ملے ہیں۔ اس عمارت میں ۲۸ کمرے تھے جو کہ تمام تر اجتماع، تعلیم و تربیت، بپتسمہ، کتابتِ صحائف اور عبادات کے لئے مخصوص تھے۔ اس کی کھدائی میں سکوں سے بھرے ہوئے ظروف بھی ملے۔ یہ سکے پہلی صدی قبل مسیح سے لیکر سنہ ۶۸ء تک کے رومی بادشاہوں کے زمانۂ حکومت کے ہیں۔ (کُل ۷۵۰ سکے یہاں سے ملے ہیں) اس عمارت کے قریب ہی کم و بیش ایک ہزار قبروں پر مشتمل ایک قبرستان ہے جس میں مقدسینِ قمران ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

وادیٔ قمران سے دس میل دُور وادیٔ مربعات کی عمیق گھاٹی کے غاروں سے بھی بائیبل کے قطعات، عبرانی خطوط، پہلی صدی عیسوی کے سکے اور دیگر آثار ملے ہیں۔ یہ غاریں زمانۂ قدیم سے مخفی پناہ گاہ کے طور پر مستعمل رہی ہیں۔

کہوفِ قمران سے چند میل دُور قدیم عبادتگاہوں اور خانقاہوں کے کھنڈرات ملتے ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ علاقہ ان پاکباز یہودی صوفیاء کا مرکزی مقام تھا جو کہ اخوتِ اسین

کے نام سے معروف تھے۔ یہ لوگ مضافاتِ یہودا میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ ان بزرگوں کے پاس لوگ اپنے بچوں کو دینی تربیت کے لئے بھجوایا کرتے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسی اخوت میں تربیت پائی اور انہی صالحین میں سے نبی بن کر مبعوث ہوئے۔ حضرت یحییٰؑ نے وادیٔ قمران کے قرب وجوار میں دریائے یردن کے کنارے آسمانی بادشاہت کے قرب کی منادی شروع کی اور اصطباغ کی دعوت دی حضرت مسیح علیہ السلام اس وقت ناصرہ میں تھے۔ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ بپتسمہ لیا اور اس علاقہ کی سنگلاخ چٹانوں میں آپ نے چالیس دن تک ریاضت کی۔ حضرت یحییٰؑ کی شہادت کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے دامنِ فیض سے وابستہ اسینی کثرت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔ حضرت مسیحؑ کے بیشتر شاگرد اسینیوں میں سے آئے تھے۔

چوتھی صدی کے مشہور کلیسائی بزرگ "ایپی فینیس" (Epiphenius) لکھتے ہیں کہ اسینی دراصل نصاریٰ ہی کا دوسرا نام ہے۔ کیونکہ عیسائی ابتداء میں نزرین (ناصرین) اور اسینی کہلاتے تھے مسیحی بعد میں کہلائے۔[1] اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ اخوتِ اسینیہ کے لوگ قرونِ اولیٰ میں مکمل طور پر عیسائیت میں جذب ہو گئے تھے۔

محققین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ بارہ سے لیکر تیس سال تک پبلک لائف میں نہیں آئے۔ اس عرصہ میں وہ اسینی فرقہ کے جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ڈاکٹر "چارلس فرانسس پاٹر" اپنی کتاب "The lost years of Jesus Revealed" میں اس نظریہ کو بالتفصیل پیش کرتے ہیں بعض محقق کہتے ہیں کہ بچپن میں ہی مصر سے واپسی پر وہ یہیں لائے گئے۔ انہی وجوہ کی بناء پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وادیٔ قمران بیت اللحم اور ناصرہ سے بڑھ کر عیسائیت کا گہوارہ ہے۔ کیونکہ حقیقی عیسائیت یہیں پروان چڑھی۔

مصر کے آثارِ قدیمہ سے ملنے والی ایک قدیم دستاویز میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت مسیحؑ اسینی اخوت میں تعلیم و تربیت پاتے رہے۔ حضرت مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچانے میں اس اخوت کا بڑا ہاتھ تھا۔ صلیبی حادثہ کے بعد بحریت کے قریب اسینی مرکز میں آپ پناہ کے لئے پہنچے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسی مرکز کے قرب وجوار کے غاروں سے صحائف برآمد ہوئے ہیں اور اس طرح وہ دستاویز جسے محققین درخورِ اعتناء نہ سمجھتے تھے اب سچی ثابت ہو رہی ہے۔

حادثۂ صلیب کے ۳۵ سال بعد اخوتِ اسینی کے لوگ رومیوں کے ظلم و ستم اور بربریت کا نشانہ بنے۔ یہ زمانہ رومیوں سے یہودی محاربات کا زمانہ تھا۔ اسی زمانہ میں اسینی برادرانِ طریقت نے اپنے مقدس صحیفوں کو غاروں میں منتقل کر دیا اور ان کا ایک بڑا

---

[1] The Scrolls and christian origin by Mattew Blak - P. 72-73

حصہ اُردن، دمشق اور شمالی حجاز کی طرف منتشر ہو گیا اور لقایا لوگ قریبی غاروں میں رُد پوش ہو گئے۔

یہ غاروں میں چھپنے والے لوگ تاریخ میں رُقیم یعنی اصحابِ کہف کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔

جب حالات ساز گار ہوئے تو ان مقدس پناہ گزینوں کی عقیدت لوگوں کے قلوب میں جاگزیں ہو چکی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس عقیدت میں اضافہ ہوتا گیا اور غاروں میں پناہ لینے والے لوگوں کے مقامات پر معابد تعمیر ہوئے اور خانقاہوں کی بنیاد رکھ دی گئی۔

یہ ہے مختصر تاریخ اُس اخوت کی جو کہ بحیرۂ مُردار کے مغرب میں حضرت مسیح سے دو سو سال قبل حسیدیم کے نام سے اُبھری "ابنائے صدوق" اور "جماعت میثاقِ نو" کے نام سے پروان چڑھی اور پہلی صدی عیسوی میں اسین تحریک کے نام سے عیسائیت میں جذب ہو گئی۔

قرآن مجید نے اصحٰب الکھف والرقیم (یعنی غار والے اور صحیفوں والے لوگوں) کے حالات بیان کئے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون لوگ تھے؟ یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟ بحیرۂ مُردار کے شمال مغرب میں اسینی اخوت کے صحائف اور آثار کا انکشاف قرآنی بیانات کی صداقت پر ایک درخشندہ برہان ہے نہ صرف اس لحاظ سے کہ عیسائیت کی حقیقی تعلیمات جو قرآن نے پیش کی ہیں وہ صحائفِ قمران کے مطابق ہیں بلکہ اصحابِ کہف کے تاریخی حالات جو کہ پردۂ اخفاء میں تھے ان انکشافات کے باعث روز بروز نمایاں ہو رہے ہیں۔

اصحابِ کہف کے قرآنی بیان میں عیسائیت کے دو گروہوں یا غار میں پناہ لینے والی دو جماعتوں کا ذکر ہے۔ اس سے مراد عبرانی اور رُومی عیسائی اگر لئے جائیں تو یہ عجیب بات نظر آتی ہے کہ ان دونوں گروہوں میں اصحابِ کہف موجود تھے۔ روم کے عیسائی دَورِ عقوبت میں مشہور کیٹا کومبز میں پناہ گزین ہوئے (جنہیں وہ "خواب گاہیں" کہتے تھے) اور عبرانی عیسائی وادیٔ قمران اور اس کے قرب و جوار کے غاروں میں۔

ابتدا رسانی کے دَور میں جہاں بھی عیسائی آباد ہوتے وہ پوشیدہ اور مخفی مقامات میں پناہ لینے پر مجبور تھے۔ اس قسم کی پناہ گاہوں کا ذکر مختلف بلاد و امصار میں ملتا ہے لیکن قرونِ اولیٰ میں عیسائیت کے دو مراکز میں جماعتی پناہ گزینی کی دو مثالیں اتنی نمایاں ہیں کہ انہیں کوئی شخص نظر انداز نہیں کر سکتا۔ روم کے کیٹا کومبز روم کے عیسائی پناہ گزینوں کو اپنی آغوش میں سمیٹتے رہے اور وادیٔ قمران کے غار عبرانی عیسائیوں کے لئے جائے پناہ بن گئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں روم کے کیٹا کومبز کا بالتفصیل ذکر کیا ہے وادیٔ قمران کے غار اُس وقت تک منکشف نہ ہوئے تھے۔ اس انکشاف پر قرآنی صداقت کا ایک نیا باب وا ہوتا ہے۔ قرآنی بیانات جس طرح روم کی کیٹا کومبز پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح وادیٔ قمران کے غاروں پر منطبق ہیں یہ مضمون موخر الذکر انکشاف سے تعلق رکھتا ہے +

(باقی آئندہ)

شذرات

(۱) علماء کرام اور تبلیغ اسلام

ماہنامہ "جدوجہد" لاہور لکھتا ہے:-

"علماء کرام کو تو مسلمانوں ہی کو کافر بنانے سے فرصت نہیں وہ یورپ، افریقہ، امریکہ، چین اور روس میں جاکر تبلیغ اسلام کرنے کے متعلق سوچ ہی کب سکتے ہیں؟ ادھر وہ مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں ادھر سات سمندر پار سے عیسائی مبلغین اپنے اڈے یہاں قائم کرکے علماء کے ہاتھوں سے ستائے ہوئے مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو اسلام رہ کہاں جائے گا؟ جہاں تک بیرونی ممالک میں تبلیغ کا تعلق ہے اس میں علماء کا حصہ صفر ہے اور جس قسم کی تبلیغ وہ درون خانہ کر رہے ہیں اس سے روز بروز قوم میں انتشار بڑھتا چلا جا رہا ہے۔" (رسالہ جدوجہد لاہور اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۷-۱۸)

(۲) عیسائیوں پر احمدیوں کا رعب

شیعہ مبلغ حکیم سرفراز حسین صاحب نے ایک عیسائی مسٹر کلارک سے اپنا مکالمہ ایک شیعہ ماہنامہ "معارف اسلام" لاہور میں شائع کرایا ہے۔ حکیم سرفراز حسین صاحب کی گرفت سے لاچار ہوکر عیسائی نے بے ساختہ جو کہا وہ حکیم صاحب کے مضمون کے اقتباس ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:-

"مسٹر کلارک۔ (کرسی سے کھڑا ہوکر) میں آپ سے کوئی بھی بات کرنے کو تیار نہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ مذاق اڑانے آگئے۔ کیا آپ احمدی ہیں؟

سرفراز۔ آپ بیٹھیں تو سہی میں نے آپ کو شروع ہی میں بتلا دیا تھا کہ پادری صاحبان آخر میں اسی قسم کی باتیں کہہ کر ٹال دیتے ہیں یا جان بچاتے ہیں۔ دوسرے معلوم ہو کہ میں غلام محمد و آل محمد علیہم السلام ہوں۔

مسٹر کلارک۔ ہاں میں سمجھ گیا۔ وہ لوگ جو ماتم کرتے ہیں۔

سرفراز۔ جناب آپ ٹھیک سمجھے!"

(معارف اسلام فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۸)

اس اطمینان پر کہ مسٹر کلارک کے مخاطب احمدی نہیں

بلکہ ماتم کرنے والے شیعہ ہیں انہوں نے پھر کالمہ جاری رکھا۔

(۳) علماء کے بیانات اور سوال و جواب کا نادر نمونہ

قاضی محمد ضیاء الحق صاحب ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی سے پوچھتے ہیں کہ:۔

"پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی سوانح حیات کا ایک چھوٹا سا پمفلٹ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا ہے کہ جب حضرت مولانا حسین علی صاحب نے شانِ رسالت و نبوت میں گستاخیاں شروع کر دیں تو مہر علی شاہ صاحب آپ کے پاس گئے۔ اس وقت مولانا حسین علی مرحوم اپنے شاگردوں کو سبق دے رہے تھے۔ جب آپ نے مہر علی شاہ صاحب کو دیکھا تو آپ کا دل دھڑکنے لگا اور ان کی ہیبت سے لرزہ طاری ہو گیا۔ اور آپ نے ان سے کسی مسئلہ پر گفتگو نہ کی۔ الخ۔ کیا یہ حقیقت پر مبنی ہے یا اپنے منہ خود میاں مٹھو بننے کا مصداق ہے؟"

اس استفسار کے جواب میں مفتی دارالعلوم جناب عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ بیان جو اس پمفلٹ میں لکھا ہے اوّل سے آخر تک غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ پر افتراء پردازی سے کام لیا گیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر لعنت کرے۔ حضرت مولانا و مرشدنا نے کونسی گستاخی شانِ رسالت و نبوت میں کی تھی کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اسکے تدارک کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ یہ تو وہ بہتان ہے کہ ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان ایک ادنیٰ درجہ کے مسلمان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا۔" (رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی مئی ۱۹۶۲ء صفحہ ۳۴-۳۵)

الفرقان۔ کیا ایسی حالت میں ان اصحاب کے وہ معاندانہ بیانات جو وہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف دیتے رہے ہیں یا دیتے رہتے ہیں قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں؟

(۴) شیعہ صاحبان کے لئے قابلِ توجہ اور قابلِ غور

شیعہ اخبار "ارشاد" (۱۶ر اپریل ۱۹۶۲ء) میں جناب ماہر القادری کے مضمون سے دو معقول اقتباس قابلِ توجہ ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

(الف) "کسی گھوڑے کو یہ فرض کر کے کہ وہ گھوڑا ہے جس پر حضرت علیؓ یا حضرت حسینؓ سواری فرمایا کرتے تھے اسے چومنا اور اس کا احترام کرنا کیا نقل و عقل کے کسی کمزور سے کمزور زاویۂ نگاہ سے بھی جائز و درست ہے اور معقول ہے؟"

(ب) "کیا کوئی اہلِ محبت ایسا کر سکتا ہے کہ اپنے محبوب کے جنازے کی نقل اپنے

ہاتھوں سے بنائے اور اس میں تیر بھی چھیدے اور خون بھی چھڑکے اور اس مصنوعی تابوت اور جنازے کو گلی گلی لئے پھرے" (ارشاد بحوالہ شیعہ اخبار المنتظر لاہور ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء)

الفرقان ۔ یہ معقول بیانات شیعہ بھائیوں کے لئے غور کرنے کے قابل ہیں ؟

(۵) مسلمانانِ بھارت کے لئے اسوۂ انبیاءؑ

ہفت روزہ "صدق جدید" لکھنؤ میں صدر مدرس مدرسہ معینیہ اجمیر لکھتے ہیں :۔

(۱) "اگر موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے فرعون اور اس کے ملاء اعلیٰ (پارلیمنٹ کے ممبران) کے پاس جانے کا حکم ہوتا ہے اور ان دونوں کو "قولاً لینًا" کی تاکید کی جاتی ہے (جبکہ غیبی طاقت و تائید کا پورا سامان موجود تھا) تو موجودہ حالات کے پیش نظر اپنے حقوق کی نمائندگی کے لئے آج کی پارلیمنٹ و اسمبلی میں شرکت کی کیونکر گنجائش نہیں نکل سکتی؟

(۲) "حلف وفاداری کی حیثیت معاہدہ کی ہے کسی نظام میں بھی اپنے مقصد کی خاطر شرکت معاہدہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ عبوری دور میں اس کی گنجائش نکل سکتی ہے بشرطیکہ خود مضبوط ہو۔ اس سلسلہ میں کسی درجہ میں رہنمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ والے معاہدہ سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اس کی ایک دفعہ یہ بھی تھی اِنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ"

(صدق جدید ۲۷ اپریل ۱۹۶۲ء)

ہمارے نزدیک یہ دونوں استدلال درست ہیں غیر مسلم حکومت جب تک مذہب میں جبری تبدیلی شروع نہ کردے انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں یہ اسوہ موجود ہے کہ ان حکومتوں سے انصاف کے قیام میں تعاون کیا جائے۔ اے کاش! جب ستر برس پیشتر ایک مرد خدا (علیہ السلام) نے اسلام کی یہ صحیح تعلیم پیش کی تھی تو علماء مخالفت نہ کرتے۔

(۶) حضرت امام حسنؓ نے مجبوراً صلح کیوں کی؟

شیعہ رسالہ "المبلغ" سرگودھا لکھتا ہے :۔

"امام حسن علیہ السلام نے باوجود دیکہ جنگ و جدال سے پرہیز کیا کرتے تھے قیس بن سعد کو بیس ہزار کی جمعیت دیکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور بعد میں خود بھی تشریف لے گئے۔ جب آپ محاذِ جنگ پر پہنچے تو معاویہ کی سازش کام کر چکی تھی۔ خود اپنے لشکر کے ہی آدمی امام پر حملہ آور ہو گئے یہاں تک کہ حضرت کا خیمہ بھی لوٹ لیا اور نیچے سے فرش بھی کھینچ لیا حضرت کے اقدام صلح پر اعتراض کرنے والے

کہا کرتے ہیں کہ امام حسن افواج کی کثرت کے مالک تھے اگر حق ان کا تھا تو کیوں صلح پر مجبور ہوئے۔ شاید انہیں یہ معلوم نہیں کہ ایک اشعث بن قیس ہی ان کا اندرونی اور داخلی دشمن حضرت کے تمام دشمنوں سے سربرآوردہ تھا جس کے ہاتھ میں بیس ہزار بھی سپاہیوں کی کمان تھی اور وہ اس کی آنکھ کے اشارے پر چلنے والے تھے ...... جب محاذ جنگ پر آپ نے حالات کا جائزہ لیا تو صلح پر مجبور ہو گئے۔"

(المبلغ۔ مئی ۱۹۶۲ء ص ۲۶-۲۷)

الفرقان - اگر یہ شیعی روایت درست ہے تو عیاں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح غداری ان کے ساتھیوں یعنی شیعوں نے کی تھی۔ خدا اہل بیت کو اندرونی دشمنوں سے بچائے۔ آمین۔

(۷) انڈونیشیا میں مبلغین اسلام کا طریق کار

انڈونیشیا میں اس وقت ۷½ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ تیرھویں چودھویں صدی مسیحی میں ان ممالک میں اسلام پھیلا ہے۔ جو مبلغین اسلام دین کی تبلیغ کرتے تھے ان کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ:-

"یہ مبلغ جس علاقہ میں جاتے وہاں مسجد بنا کر اپنا مرکز قائم کرتے۔ مقامی زبان سیکھتے۔ باشندوں کے حالات، رسوم و رواج اور خصوصیات کا بہت غائر مطالعہ کرتے، بیماروں کا علاج کرتے، مصیبت زدوں کے مددگار بنتے اور اپنے علم و فضل اور اعلیٰ کردار سے لوگوں کو متاثر کرتے۔ ان مبلغین کا معیار زندگی بہت بلند ہوتا تھا اور مقامی حکمران اور امراء ان کے علم و فضل، روحانیت، تہذیب و شائستگی، حسن اخلاق، جذبۂ خدمت خلق اور دینی اوصاف کا اثر شدت سے قبول کر لیتے تھے۔"

(ثقافت لاہور۔ اپریل ۱۹۶۲ء)

تبصرہ از محترم مدیر "الفضل" ربوہ

الفرقان کا خاتم النبیین نمبر

اس میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کے کتابچہ "ختم نبوت" کا مکمل جواب دیا گیا ہے یہاں تک کہ اس مسئلہ پر اس نمبر کو انسائیکلوپیڈیا کہنا چاہیئے۔ علاوہ مسئلہ زیر بحث پر سیر حاصل تبصرہ کے اس میں مودودی صاحب کی تضاد بیانیوں کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔ آپ کی علمیت کا خوب پول کھولا گیا ہے۔ یہ نمبر ختم نبوت اور نزول مسیح پر حجت آخری کی حیثیت رکھتا ہے اور چاہیئے کہ ہر انسان جس کو ان مسائل سے دلچسپی ہو اس کا مطالعہ ضرور کرے۔"

(الفضل ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء)

اسلام اور دیگر مذاہب

اسلام کے دس امتیازی کمالات

عنوانِ بالا پر وائی۔ ایم۔ سی ہال لاہور کے جلسہ منعقدہ ۱۲ مئی ۱۹۶۲ء میں خاکسار نے وقت کی رعایت سے حسب ذیل تقریر کی تھی۔

(ابوالعطاء)

حضرات! "اسلام" عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنے اطاعت، فرمانبرداری اور کامل طور پر سپرد کر دینے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی سب کائنات میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے سب چیزیں انسان کی خدمت کے لئے مسخر ہیں۔ انسان کی بقاء، نشوونما اور ارتقاء کے لئے ان چیزوں کا وجود ضروری ہے اسلئے قدرت نے انسان کو قوت تسخیر دیکر پیدا کیا ہے ——— انسان کی پیدائش کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ انسان اپنے خالق اور رب کے رنگ میں رنگین ہو۔ اس کی صفات کو اپنے ظرف کے مطابق اپنا کر غیر محدود ترقیات کرتا چلا جائے قرآن مجید فرماتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُونَ ○ (البقرہ: ۱۳۸) اے انسانو! اے مومنو! تم خدا کے رنگ کو اختیار کرو۔ اس سے بہتر کسی کا رنگ نہیں۔ اس کے اخلاق کو اپناؤ اس سے بہتر کسی کے اخلاق نہیں۔ صرف اسی صورت میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں" دوسری جگہ انسانی پیدائش کے ذکر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذاریات: ۵۶) میں نے جملہ انسانوں کو، چھوٹے ہوں یا بڑے، صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت بجا لائیں۔

انسانی زندگی کا مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہی نصب العین ہے اور عقلاً بھی یہی مقصود ہونا چاہیئے کیونکہ باقی مخلوقات تو انسان کی خادم ہیں وہ انسان کی نصب العین نہیں ہو سکتیں۔ انسانی زندگی میں بھی انسان ان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے پس انسانی زندگی کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمہ، سارے کائنات کے خالق و مالک اور ازلی ابدی و لامحدود طاقتوں کے مالک خداوند تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور اس کی محبت اور اس [illegible] کے ذریعہ انسان کمال کو حاصل کرے اور لازوال ترقیات کا وارث بن جائے۔

اس بلند نصب العین کے حصول کے لئے انسانوں

کو ہمیشہ رہنمائی کی ضرورت ہے، مشعلِ راہ کی حاجت ہے، نمونہ کی احتیاج ہے، واضح تعلیمات کا ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر رحم کر کے ابتدائے آفرینش سے سلسلۂ انبیاء جاری فرمایا، اپنے رسولوں کو مبعوث کیا اور ہر ملک اور قوم میں ہادی بھیجے جو خدا کا پیغام لاتے اور انسانوں کی رہنمائی کرتے تھے انہیں اطاعت، فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر سرِ تسلیم خم کرنے کا سبق دیتے تھے۔

آج سے ۱۳۹۴ برس پہلے کا واقعہ ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے مکہ معظمہ کے ایک شریف گھرانے میں یتیمی کی حالت میں پرورش پائی تھی اور جو آپ اپنی قوم کی جہالت، ضلالت، بُت پرستی اور فسق و فجور کی ناگفتہ بہ حالت پر مکہ سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں راتوں اور دنوں کو روتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے پُرسوز دردمندانہ دعائیں کرتے تھے۔ آج سے ٹھیک ۱۳۹۲ برس پہلے ایک دن روح القدس کا نزول آپ پر اسی غارِ حرا میں ہوا اور آپ کو خدا تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ آپ اس تیرہ و تاریک دنیا کو خدا کے نور سے منوّر کریں۔ شرک کی بجائے توحید کو قائم کریں۔ ان درندہ اور وحشی انسانوں کو انسان، با اخلاق انسان، باخدا انسان بلکہ خدا نما انسان بنائیں۔ یہ پیغام ایک عظیم ذمہ داری تھی جو ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا نہ سکتے اگر آسمان و زمین کا یگانہ خدا انہیں تسلی نہ دیتا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں آپ کی نصرت کروں گا اور آپ آخر اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ بہرحال غارِ حرا کی پہلی وحی "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ٥ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ٥" سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر عظیم ترین ذمہ داری ڈالی گئی اور یہ اسلام کامل کے لئے بنیادی کلامِ الٰہی تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں واپس آئے۔ اپنے گھر والوں کو اس عظیم ترین انقلاب اور اہم ترین ذمہ داری سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی زندگی کے لمحہ لمحہ سے واقف تھیں انہوں نے فوراً بے ساختہ فرمایا کہ آپ توحید کے علم کے بلند کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے خدائے قدوس آپ کو کبھی رسوا نہ ہونے دیگا۔ آپ انتہائی بلند اخلاق کے مالک ہیں اور آپ پر انسانی کمالات کا خاتمہ ہے۔

اب دینِ حنیف کی تبلیغ شروع ہوئی اور خدا کی توحید کا چرچا مکہ کی گلیوں اور گھروں میں ہونے لگا۔ لوگ جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاکباز اور راستباز انسان ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہمارے آباؤ اجداد صدیوں سے سدا بُتوں کی پُوجا کرتے رہے ہیں آج یہ کیا اچنبھا ہے کہ غارِ حرا سے عبداللہ ہاشمی کا یتیم فرزند یہ پیغام لے آیا ہے کہ صرف ایک یگانہ و واحد خدا قابلِ عبادت ہے اس کے سوا کوئی دیوی دیوتا پوجا کے لائق نہیں۔ اَجَعَلَ

الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ (ص: ۵) کیا یہ شخص سب خداؤں کو ایک خدا قرار دینا چاہتا ہے یہ ایک انوکھی بات ہے یہ ایک انوکھی سکیم ہے ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔

قریش نے اوائل میں سید الاولین والآخرین ہمارے محبوب و پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دیوانگی قرار دیا اور اسے درخورِ اعتنا نہ سمجھا مگر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ یہ پیغام دلوں میں اترنے لگا۔ یہاں اور وہاں خدا کو ایک ماننے والے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ آفتابِ حقیقت کی کرنیں مکہ اور اسکے اردگرد چمکنے لگیں۔ مگر چونکہ زندگی کے یہ خواہاں اور توحید و تقویٰ کے یہ طلبگار کمزور، ضعیف اور غریب لوگ تھے اس لئے صنادیدِ عرب کو زیادہ فکر نہ ہوا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ دعوت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور اس پیغام کے ماننے والوں میں متواتر اضافہ ہو رہا ہے تو انہوں نے باطل کے پُرانے ہتھیار جبر و تشدد، ظلم و ایذا رسانی اختیار کر لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو مظالم کا تختۂ مشق بنانے لگے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں ان پر ثابت ہو گیا کہ عشاق وہ نہیں جنہیں سختی ڈرا دے۔ دینِ حق کے یہ متوالے ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔ مال، عزت، اولاد، وطن اور جان دینے سے بھی انہیں قطعاً دریغ نہ تھا۔ ہجرت بھی ہوئی، جانیں بھی دیں، لڑائیاں بھی ہوئیں، فتوحات بھی حاصل ہوئیں۔ تئیس ۲۳ سال کی مسلسل انتہائی جدوجہد کا آخری نتیجہ یہ تھا کہ وہ پیغام جو غارِ حرا میں اکیلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تھا عرب کے کونے کونے میں گونجا۔ وہ سارے شہروں میں پھیلا۔ ہر جگہ اس کی قبولیت ہوئی۔ عرب کے باہر دوسرے ممالک میں بھی پہنچا اور عامۃ الناس کے علاوہ بادشاہوں کے درباروں تک اس کی منادی ہوئی۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے درمیان عرفات کے میدان میں کھڑے ہو کر خداوند عزّوجل سے عرض کیا کہ اے میرے رب! اے میرے یگانہ خدا! تُو گواہ ہے کہ وہ کلام جو تُو نے مجھے غارِ حرا میں دیا تھا میں نے اُسے ہر آبادی اور ہر بلندی پر پہنچا دیا ہے اور یہ تیرے بندے تیری توحید کے متوالے تیرے حضور میں حاضر ہیں۔ یہی وہ وقت تھا جب غارِ حرا والی پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی۔ خدائے ذو الجلال نے اعلان فرما دیا تھا:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ
دِيْنًا۔ (المائدہ: ۳)

کہ آج تمہارے لئے دین کامل ہو گیا۔ میری نعمت تم پر پوری ہو گئی اور میں نے الاسلام کو بطور کامل دین تمہارے لئے مقرر کر دیا۔

بھائیو! یہی وہ اسلام ہے، یہی وہ دینِ فطرت ہے اور یہی وہ کامل شریعت والا مذہب ہے جس کا موازنہ اور مقارنہ دیگر مذاہب سے آج کا موضوع ہے۔ یاد رکھیئے کہ دینِ اسلام اس موازنہ کے لئے کسی دوسرے

مذہب یا پیشوائے مذہب کی توہین کرنے یا ان کی شان کے خلاف کسی کلمہ کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اسلام سب سابق مذاہب کو بنیادی طور پر سچا سمجھتا ہے اور ان کے بانیوں کو اللہ تعالیٰ کے فرستادے مانتا ہے تو وہ ان کے خلاف کوئی کلمہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ایک واضح صداقت ہے کہ اسلام کی واضح، عام فہم اور سادہ مگر جامع اور عالمگیر تعلیمات، نظریات اور عقائد کی موجودگی میں ایک سچے مسلمان کو اس امر کی ہرگز احتیاج نہیں کہ وہ دوسرے مذاہب پر ناروا نکتہ چینی کرے اور دوسرے بانیانِ مذاہب کی شان کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر لائے۔ اسلام اپنی صداقت، اپنے دلائل اور اپنے نشاناتِ سماویہ کی قوت سے اپنی سچائی کا اقرار کراتا ہے۔ وہ تو ایسا روادار مذہب ہے کہ اس نے مذہب کی اشاعت کے لئے کسی قسم کے جبر و تشدد کو جائز نہیں رکھا۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے مذہب کا تعلق براہِ راست انسان کے دل کے ساتھ ہے اور دل پر صرف اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے۔ جبر و اکراہ کے ذریعہ زبان سے اقرار کرایا جا سکتا ہے مگر دل کے عقائد و خیالات کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ بالفاظِ دیگر جبر و اکراہ سے منافقت پیدا کی جا سکتی ہے منافق بنائے جا سکتے ہیں مگر ایمان پیدا نہیں کیا جا سکتا اور مومن نہیں بنا سکتے۔ اسلام کے نزدیک منافق بدترین مخلوق ہے۔ فرمایا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء: ۱۴۵) کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں مبتلائے عذاب ہوں گے۔

اس واضح بنیاد پر اسلام نے جبر و اکراہ کی مخالفت کی ہے، مذہب کے نام پر جبر و اکراہ کرنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے صاف فرما دیا: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ: ۲۵۶) کہ اب جبکہ دلائل کے رو سے حق و باطل میں کھلا کھلا امتیاز ہو گیا ہے۔ عقیدہ اور دین کی بنیاد دلیل پر ہے اسلئے مذہب میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔

اسلام کی مذہبی رواداری کا ذکر کہاں تک کیا جائے، اسلام نے تو بُت پرستوں کے بتوں کو بُرا بھلا کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۸) کہ مشرکوں کے باطل معبودوں کو بھی گالی مت دو۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ بے علمی کے باعث خدا تعالیٰ کو بُرا بھلا کہنے لگ جائیں۔

قرآن مجید نے اہل کتاب، یہود و نصاریٰ، کو برملا پیغام دیا ہے: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران: ۶۴) کہ اے اہل کتاب! آؤ ہم اس بات پر متفق ہو جائیں جو ہم سب کے لئے مشترک ہے یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ایک دوسرے کو مقامِ الوہیت پر قرار نہ دیں۔

حضرات! اسلام کی رواداری کے اس اجمالی ذکر سے اس جگہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلام کے سامنے جب "دیگر مذاہب" کا ذکر کیا جاتا ہے گا تو وہ معاندانہ اور مخالفانہ رنگ میں نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسلام باقی سب مذاہب سے تکمیل اور اتمام کا تعلق رکھتا ہے تردید اور تغلیط اس کا اصل مقصد نہیں۔

اب اس تمہید کے بعد میں آپ حضرات کے سامنے اسلام کے **دس امتیازی کمالات** پیش کرتا ہوں جن سے آپ فوراً اندازہ کر سکیں گے کہ اسلام کو واقعی فضیلت اور برتری حاصل ہے اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کو قبول کرے۔

(۱) پہلا امتیازی کمال

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی اور رسول آئے وہ قومی، وقتی اور ملکی نبی ہوتے تھے۔ ان کی مخاطب صرف ان کی اپنی اپنی قوم ہوتی تھی، وہ ایک محدود زمانہ کے لئے آتے تھے ان کا دائرہ دعوت صرف ان کا اپنا علاقہ یا ملک ہوتا تھا۔ تاریخی طور پر ہر نبی کے متعلق یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ آریہ ورت میں آنے والے رشیوں کے متعلق تو اُن کی قومیں آج تک یہی مانتی ہیں کہ وہ خاص قوم اور خاص علاقہ کے لئے آئے تھے، دوسری قوموں سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ بنی اسرائیل کے سب نبی صرف اسرائیل کے گھرانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

اناجیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مشن کے دائرہ کے متعلق صاف لکھا ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) کنعانی عورت کو "اس (یسوع مسیح) نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے آکر اُسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتّوں کو ڈال دینی اچھی نہیں" (متی ۱۵/۲۴-۲۶)

(۲) "ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰/۵-۶)

(۳) "جب تمہیں ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا" (متی ۱۰/۲۳)

(۴) "یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے

بارہ قبیلوں کا انصاف کروگے"

(متی $\frac{19}{28}$)

اِن حوالہ جات سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ انجیل اسرائیلیوں کو لڑکے اور غیر اسرائیلیوں کو کتے قرار دیتی ہے۔ حواریوں کی تبلیغ کا دائرہ عمل بھی اسرائیل کے قبیلے تھے۔ ان کو اسرائیل کے شہروں میں پھرنے کا حکم تھا اور آخر کار انہوں نے اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا ہی انصاف کرنا تھا۔

اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ "ساری قوموں" کے لفظ سے جو دراصل بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے ہی استعمال ہوا تھا پطرس اور پولوس کو غالباً مغالطہ ہوا تھا اور انہوں نے یہودیوں سے مایوس ہو کر غیر مختونوں میں تبلیغ شروع کر دی تھی۔ جس پر دیگر حواری ان سے بحث کرتے تھے (اعمال $\frac{11}{1}$) اور وہ یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے"۔ (اعمال $\frac{11}{19}$)

بہرحال انجیل کے رُو سے مسیحیت کا دائرہ تبلیغ صرف بنی اسرائیل کے قبیلے ثابت ہوتے ہیں۔

آج سے چودہ سو برس پیشتر جب ہمارے سید و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنی دعوت کے روزِ اوّل سے اپنے پیغام کو عالمگیر قرار دیا اور اپنی رسالت و نبوّت کو سیاہ و سفید، امیر و غریب، مشرقی و مغربی، غرض ساری نسلِ انسانی کے لئے ٹھہرایا اور ہر پیاسے کو اس آبِ حیات سے زندگی بخشی اور ساری قوموں تک اپنے ایلچی بھیجے۔ مکی زندگی میں جبکہ مسلمان ہونے والوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا اور وہ ہر قسم کے مظالم کا تختۂ مشق بنائے جا رہے تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا :-

(۱) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ (الاعراف : ۱۵۸)

اے نبی! تو اعلان کر دے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں جو آسمانوں و زمین کا مالک ہے"۔

(۲) مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

(القلم : ۵۲)

یہ قرآن سب جہانوں کے لئے عزّت و شرف کا موجب ہے"۔

(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

(یوسف : ۱۰۴)

یہ قرآن مجید ساری قوموں اور تمام دنیا کے لئے نصیحت نامہ ہے"۔

یہ آیت اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ سورۂ صٓ : ۸۸ - اور سورہ التکویر : ۲۸ میں بھی وارد ہوئی ہے۔ یہ سب سورتیں مکی زندگی میں نازل ہوئی تھیں۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کو کبھی بنی اسمٰعیل یا عرب تک محدود نہیں ٹھہرایا۔ عملاً آپ نے ساری قوموں اور سارے مذاہب کو اسلام کا پیغام

پہنچایا۔ روم کے قیصر اور ایران کے کسریٰ ایسے شہنشاہوں اور دوسرے سرداروں کو بھی اسلام کی دعوت دی اور عامۃ الناس کو بھی اسلام کی طرف بلایا آپؐ کی امت بھی دین حنیف کا پیغام لیکر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔ سچ یہ ہے کہ اسلام اپنی فطرت میں ایک تبلیغی اور عالمگیر مذہب ہے اور یہ بات اسلام کے امتیازی کمالات میں سے پہلا امتیازی کمال ہے۔

(۲) دوسرا امتیازی کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے پیغام لاتے تھے۔ انہیں دنیا کی دوسری قوموں سے سروکار نہ ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر قوم کے لوگ اپنی قوم میں سے مبعوث ہونے والے نبیوں کو تو مانتے تھے مگر دوسری قوموں کے نبیوں کی عزت و تکریم نہ کرتے تھے۔ ہندو دھرم والے اپنے ہاں کے رشیوں کی حما تو کرتے تھے لیکن اسرائیلی نبیوں کو وہ سچا نہ جانتے تھے۔

اسی طرح یہودی اور عیسائی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہونے والے نبیوں پر ایمان لاتے تھے مگر باقی قوموں کے نبیوں کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ اس طریق عمل کا نتیجہ بہت سے نبیوں کی توہین کی صورت میں برآمد ہوتا تھا۔ مذاہب کے پیروؤں میں چپقلش پیدا ہوتی تھی۔ تنگ نظری کے باعث اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کا انکار ہو رہا تھا۔

اسلام کا پیغام اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اسلئے اسلام نے اپنے عالمگیر پیغام کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا:۔

(۱) وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ (فاطر: ۲۴)

"کہ ہر ایک قوم میں خدا کی طرف سے نذیر آئے ہیں۔"

(۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ۔

(النحل: ۳۶)

"ہم نے ہر ایک امت میں توحید کا پیغام دیکر رسول مبعوث کئے ہیں۔"

اس اصولی تعلیم میں مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ سب نبیوں پر ایمان لائیں اور ساری امتوں کے رسولوں کو سچا اور معصوم یقین کریں۔ گویا رنگ، زبان اور نسل کے امتیاز کے بغیر ہر رسول کی صداقت کا اقرار کرنا لازمی ہے اور ان کی عزت کرنا جزو ایمان۔ یہ اصول قوموں میں صلح کی صحیح بنیاد اور مذاہب میں اتحاد کی راہ ہے۔ ورنہ جب تک ایک قوم دوسری قوم کے نبی اور رسول کی عزت و تکریم نہ کرے گی مذاہب کے پیروؤں میں امن اور اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کی تلقین اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ دوسرے مذاہب میں یہ اصول موجود نہیں۔ اپنے ایک خط میں مقدس پولوس کہتے ہیں:۔

"وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے

انہیں کے ہیں اور قوم کے بزرگ
انہیں کے ہوئے ہیں اور جسم کے رُو
سے مسیح بھی انہیں میں سے ہوا۔"
(رومیوں ۹/۵)

گویا سب کچھ اسرائیل کے خاندان کے لئے خاص ہے باقی سب قومیں آسمانی برکات سے سراسر بے نصیب ہیں۔ ہندو دھرم والے ملکی طور پر اسی تنگ ظرفی کا شکار ہیں۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر قوم میں خدا کا نور چمکا ہے اور ہر ملک میں ربانی مناد ظاہر ہوتے ہیں اور ہر خطۂ زمین میں نبوت اور رسالت کی برکات نے انسانی قلوب کو منور کیا ہے۔ یہی عقیدہ فطرت کے مطابق اور خدا کے قانونِ قدرت کے موافق ہے اور اسی کو فوقیت اور برتری حاصل ہے۔

(۳) تیسرا امتیازی کمال

اسلام کو ایک اعلیٰ امتیاز یہ حاصل ہے کہ وہ انسانیت کی مساوات کا علمبردار ہے۔ سب انسانوں کو بلحاظ انسانیت یکساں قرار دیتا ہے۔ زبان، رنگت اور ملکی حدود کی وجہ سے ان میں کسی امتیاز کو روا نہیں رکھتا سب کو برابر کی سطح پر انسان قرار دیتا ہے۔ ان سب کے حقوق برابر ٹھہراتا ہے۔ ہر ایک کی عزت، مال اور جان کی حفاظت کا یقین دلاتا ہے۔ اسلام نہ ورن سسٹم برہمن، ویش، کھشتری اور شودر کو جائز ٹھہراتا ہے اور نہ چھوت چھات کا حامی ہے بلکہ وہ سب انسانوں کو ماں باپ سے پیدا شدہ اور باہم بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔ گورے اور کالے کی اسلام میں بلحاظ انسان کوئی تفریق نہیں۔

اسی انسانی مساوات کا نتیجہ ہے کہ اوّل تو اسلام ہر مولود کو پیدائشی طور پر پاک ٹھہراتا ہے اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر پیدا ہونے والا بچہ بے عیب اور بے گناہ ہوتا ہے۔ گویا اسلام اس کو تسلیم نہیں کرتا کہ تناسخ کے چکر کی وجہ سے پیدا ہونے والا انسان گنہگار سمجھا جائے یا حضرت آدمؑ کے مفروضہ گناہ کے نتیجہ میں سارے آدمزادوں کو ماں کے پیٹ سے ہی گنہگار ٹھہرا دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔
کہ ہر بچہ نیک فطرت لیکر آتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔"

انسانوں میں عدمِ مساوات کی یہ کتنی بھیانک صورت ہے کہ یہاں تک حکم دیا جاتا ہے کہ:-
"تو اجنبی کو سُودی قرض دے سکتا
ہے پر اپنے بھائی کو سُودی قرض مت
دیجیو" (استثناء ۲۳/۲۰)

اسلام ایسا کوئی حکم نہیں دیتا۔ وہ سُود کو حرام ٹھہراتا ہے اور ہر انسان سے سُود لینا ناجائز قرار دیتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں میں بے مثال اخوت قائم کی ہے۔ نماز میں سب مسلمان چھوٹے بڑے، امیر غریب یکساں رکوع سجود کرتے ہیں۔ دیکھنے والا افسر و ماتحت میں کوئی فرق نہیں کر سکتا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حج کے موقعہ پر بھی مشرقی و مغربی، گورے اور کالے سب مسلمان کس طرح دو چادروں میں ملبوس اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کے نعرے لگاتے ہوئے یکساں طور پر بیت اللہ کا طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ گویا حشر کا نظارہ ہے اور ہر طرف مساوات بکھری ہوئی ہے۔

قضاء کے سامنے ہر شخص برابر ہے۔ کوئی فرق اور امتیاز افراد میں نہیں۔ بادشاہ ہو یا گدا ہو، خلیفہ ہو یا عام آدمی ہو سب اسلامی عدل و انصاف کے آگے یکساں اور برابر ہیں۔ زندگی میں بھی اعزاز و اکرام کا معیار تقویٰ ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ مرنے کے بعد بھی صرف تقویٰ پر بنیاد ہے۔ رنگتوں، قبیلوں اور خاندانوں کا کوئی فرق نہیں بلکہ مرد و عورت ہونے کا بھی کوئی اثر نہیں۔ فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (المومن : ۴۰) کہ نیکوکار مرد ہوں یا عورتیں سب جنت کے وارث ہوں گے اور اپنے رب کے قرب کو پائیں گے۔ گویا پیدائش سے لیکر جنت تک ہر جگہ انسانی مساوات کا نظریہ کارفرما ہے اور ہر جگہ ایمان اور انسانیت کا احترام موجود ہے۔

(۴) چوتھا امتیازی کمال

اسلام نے جو شریعت اور قانون پیش کیا ہے یعنی قرآن مجید اس کے متعلق دعویٰ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر : ۱۰) کہ ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" یہ آیت کریمہ مکی زندگی میں نازل ہوئی ہے جبکہ نہ مسلمانوں کی جانیں محفوظ تھیں اور نہ ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ تھے۔ ان ناسا عد حالات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم قرآن مجید کو اتارنے والے ہیں، اسے ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے اور پھر اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ رکھیں گے۔ اس میں کسی قسم کی تحریف، تبدیلی یا ترمیم نہ ہو سکے گی۔ اسکے الفاظ بھی محفوظ رہیں گے اور اس کے معانی بھی محفوظ رہیں گے۔ یہ دعویٰ نہایت شاندار ہے مگر جس طریقے سے یہ پورا ہوا ہے وہ اس سے بھی شاندار ہے۔ صفحۂ زمین پر کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں جسے وہ حفاظت حاصل ہو جو قرآن مجید کو حاصل ہے۔ قرآن پاک تو دورِ اول سے سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اس کی زبر اور زیر میں کوئی فرق نہیں آسکتا اس کی آیات اور سورتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی — قرآن مجید مسلمانوں کے روزمرہ کے استعمال میں آتا ہے، دن رات اسے پڑھا جاتا ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات، مسلمانوں کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی ہر جگہ قرآن مجید داخل ہے اور اسی پر سب دارومدار ہے اسلئے اس کی حفاظت لازمی تھی۔ پھر وہ نہایت شیریں اور انتہائی فصاحت و بلاغت والی زبان میں نازل ہوا ہے۔ دل

اس سے لذت اندوز ہوتے ہیں اور زبانیں اس کی چاشنی سے بہرہ ور ہوتی ہیں اسلئے لوگ اسے محبت سے زبانی یاد کرتے ہیں اور بچپن سے بڑھاپے تک اسے پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے معانی کی حفاظت کے لئے زبان عربی کو نہ صرف محفوظ رکھا گیا بلکہ اسے اکناف عالم تک ترویج حاصل ہوئی۔ وہ ایک زندہ زبان ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مجددین اُمت کا روحانی سلسلہ قائم کرکے حفاظت قرآن مجید کا بے مثال سلسلہ جاری فرمادیا۔ گویا اس کے لفظوں کے ساتھ اس کے معنوں کو بھی محفوظ کر دیا۔

دوسرے بعض مذاہب کی الہامی کتابیں ہر طرح غیر محفوظ ہیں۔ نہ ان کی زبانیں محفوظ ہیں نہ انکی حفاظت ظاہری و باطنی کے کوئی سامان مہیا ہیں۔ ان میں انسانی دست بُرد نے راہ پالی ہے۔ تاریخ ان کی حفاظت پر شہادت دینے سے قاصر ہے مگر قرآن مجید کے متعلق تو غیر مسلموں تک کو اقرار ہے کہ:-

اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے
یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قرآن مجید
میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی۔

مگر یہ حیثیت دوسری الہامی کتابوں کو کہاں حاصل ہے؟

بائیبل پڑھتے وقت کم از کم پینتیس ۳۵ مرتبہ "آج تک" کا لفظ اس کے پڑھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ مثلاً لکھا ہے: "یہ راخل کی قبر کا ستون آج تک موجود ہے" (پیدائش $\frac{۳۵}{۲۱}$) یا لکھا ہے: "سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مرگیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا" (استثناء $\frac{۳۴}{۶-۵}$)

قرآن مجید ایک کامل محفوظ کتاب ہے اور یہ اس کے زندہ کتاب ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ قرآن پاک کی صداقت کی یہ کتنی واضح دلیل ہے۔

(۵) پانچواں امتیازی کمال

اسلام کو ایک امتیازی کمال یہ حاصل ہے کہ اسلام کی پیش کردہ الہامی کتاب بے نظیر اور بے مثال ہے۔ یہ امر قرآن مجید کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے کہ اسلام کے سب دشمن مل کر بھی اس کی مثل بنانے پر قادر نہیں ہوسکے حالانکہ قرآن مجید نے بار بار چیلنج کیا کہ مخالفین آئیں قرآن کی مانند کتاب پیش کریں۔ آئیں قرآن مجید کی ایک سورۃ کی مانند کوئی سورۃ بنا کر دکھائیں مگر سب عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید نے پہلے سے اعلان کر دیا تھا:-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ
وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ
بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل: ۸۸)

کہ اگر سب لوگ مل کر بھی قرآن مجید کی مثل لانے کی کوشش کریں گے تب بھی ناکام و نامراد رہیں گے۔

قرآن مجید کی یہ بے نظیری نہ صرف اس کی فصاحت و بلاغت اور جامعیت میں ہے بلکہ اس کی اعلیٰ تعلیمات کے لحاظ سے بھی ہے۔ آج تک کوئی شخص یا گروہ اس پر

قادر نہیں ہوا کہ قرآنی تعلیم کی مانند یا اس سے بہتر کوئی تعلیم پیش کر سکے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ یہ چیلنج سب زمانوں اور سارے انسانوں کے لئے ہے۔

قرآن مجید کو یہ ایسا امتیاز حاصل ہے جو اور کسی الہامی کتاب کو حاصل نہیں۔

(۶) چھٹا امتیازی کمال

قرآن مجید نے صحف سماویہ کی تصدیق کی ہے اور یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ پہلے صحیفوں کی تمام صداقتیں بہ پیرایہ احسن میرے اندر موجود ہیں۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البیّنہ: ۳) اور اب انسانوں کی تمام ضروریات کا میں کفیل ہوں۔ قرآن مجید کامل شریعت ہے اسلئے وہ جامع بھی ہے۔ تمام تمدنی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی ضرورتوں کیلئے قرآن مجید میں اصولی اور کامل رہنمائی موجود ہے۔ گھریلو زندگی سے لیکر جماعتی اور حکومتی ضروریات تک، فرد سے لیکر ساری انسانی نسل کی ضروریات تک سب کے لئے مناسب اور جامع احکام قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اخلاقی تعلیمات فطرت کے مطابق اور ہمیشہ قابلِ عمل ہیں۔ ہنگامی اور وقتی تعلیمات بھی بعض وقت مناسب ہوتی ہیں۔ مثلاً جب قوم کا مزاج اتنا گر رہا ہو کہ ان میں خودی نام کو باقی نہ رہے اور ساری قوم احساسِ کمتری کا شکار ہو رہی ہو تو اسے بدلہ لینے اور مجرموں سے سخت سلوک کرنے اور انتقام لینے کی تعلیم دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔ اور پھر جب اس قوم کا مزاج انتہائی تشدد پسند ہو جائے اور وہ عفو و درگزر سے کام لینا بھول گئے ہوں تو ان سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے سامنے کر دے اور بدلہ ہرگز نہ لے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں قسم کی تعلیمیں اپنے اپنے وقت پر ضروری اور مناسب ہیں۔ مگر یہ جامع تعلیمیں نہیں۔ جامع تعلیم وہی ہوگی جس میں کہا جائے گا جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: ۴۰) کہ عفو کے موقعہ پر عفو سے کام لو اور اصلاح پیدا کرو اور انتقام کے وقت انتقام لو تا بدی کا سدِّباب ہو سکے۔

اسلام کو یہ امتیازی کمال حاصل ہے کہ اس کی تعلیمات فطرت کے مطابق، جامع اور قابلِ عمل ہیں۔ اور ان سے اخلاق کی پوری عمارت استوار ہوتی ہے۔ وہ کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتا۔ عفت، دیانتداری، مروّت، شجاعت، سخاوت اور باہمی حسنِ سلوک پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیم بدی کو جڑ سے اکھاڑتی ہے اور شر کے سب راستوں کو بند کرتی ہے اور نیکی کے لئے ذرائع مہیا کرتی ہے اور پھر مزید کمال یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں یہ خوبی بھی موجود ہے کہ وہ جو دعویٰ کرتا ہے اس کی دلیل ساتھ بیان کرتا ہے تا انسان کو اطمینان حاصل ہو اور وہ احکام و اوامر کی پورے شرحِ صدر سے تعمیل کرے، اسلئے قرآنی تعلیمات ہر پہلو سے مؤثر اور نتیجہ خیز ہیں۔ باقی کتب میں جامعیت بھی نہیں اور ہر دعویٰ کے ساتھ دلیل دینے کا بھی التزام کہیں نہیں۔

(۷) ساتواں امتیازی کمال

اسلام انسانی زندگی کا مقصد نجات یعنی مخلصی اور بندھنوں سے چھوٹ جانے سے بڑھ کر فوز و فلاح کا حصول قرار دیتا ہے۔ یہ انسانی زندگی کا مثبت مقصد ہے۔ اس کامل مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اس نے ہر انسان کو مکلّف بنایا ہے۔ اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ انسان کے گناہوں کو معاف کرنیوالا ارحم الراحمین خدا ہے۔ وہ کینہ توز نہیں کہ ایک گناہ کیلئے صدہا جونوں میں ڈالتا چلا جائے۔ اور نہ ہی یہ انصاف ہے کہ ایک باپ کے گناہ کے بدلے نسلاً بعد نسلٍ انسانوں کو گناہ گار اور مستحق سزا گردانتا چلا جائے۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کہ کوئی جان دوسری کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔

انسان سے گناہ ہوجاتا ہے مگر جہاں انسان کے اندر گناہ کا زہر رکھا گیا ہے وہاں اس کے اندر تریاق بھی موجود ہے۔ گناہ کا تریاق سچی توبہ ہے اسلام کے نزدیک یہ بات معقول نہیں کہ گناہ تو زید کرے مگر اس کی جگہ سزا بکر کو دیدی جائے۔ اسلام میں وہ کفارہ ہے جو انسان خود ادا کرے۔ کیونکہ گناہ ایک زنگ ہے جو انسان کے دل پر لگتا ہے جب تک اس اندرونی زنگ کو زائل نہ کیا جائے کسی دوسرے کے مرنے یا دُکھ اٹھانے سے یہ گناہ کس طرح دُور ہوسکتا ہے؟

نجات اور نیکی کے بارے میں اسلام کا امتیازی کمال یہ ہے کہ اس نے نجات کو دائمی اور ابدی قرار دیا ہے کیونکہ وہ خدا کے فضل کا نتیجہ ہے۔ اور سزا یعنی دوزخ کو اس نے محدود ٹھہرایا ہے کیونکہ گناہ اور بدی بہرحال محدود ہے اسلئے جہنّم کا عرصہ کتنا بھی لمبا ہو آخر کار ختم ہوگا اور سب انسان آخرالامر "رحمتی وسعت کلّ شیٔ" کے ماتحت جنّت کے وارث ہوں گے اور "تخلّق باخلاق اللہ" کے اصل مقصد کو حاصل کریں گے۔

اسلام ان مذاہب کی ہمنوائی نہیں کرتا جو کہتے ہیں کہ جنّت 'سوَرگ' محدود ہے اور انتہائی مقام قرب پانے کے بعد پھر انسان کو بندر، کُتّے اور سؤر وغیرہ کے جنم میں ڈالا جائے گا۔ اسلام ان مذاہب کو بھی راستی پر قرار نہیں دیتا جو کہتے ہیں کہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور انسان کو سزا سے کبھی بھی نجات نہ مل سکے گی۔ یہ بات خدا کی رحمت کے منافی ہے۔ نجات اور فلاح کے بارے میں اسلام کا نظریہ اس کا ایک خاص امتیازی کمال ہے جو عقل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔

(۸) آٹھواں امتیازی کمال

اسلام کے نزدیک اس کون و مکان کا ایک خالق ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ خالقیت کو تسلیم کرنے کے باوجود بعض دیگر مذاہب اس کی توحید کے قائل نہیں بعض جگہ بے شمار دیوی دیوتاؤں کا عقیدہ موجود ہے اور بعض جگہ اقانیم ثلاثہ کا ناقابلِ فہم یونانی نظریہ اپنایا گیا ہے۔ اسلام کو اس بارے میں یہ امتیازی کمال حاصل ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قابل فہم صورت میں پیش کیا ہے جسے ایک بدوی بھی سمجھ سکتا ہے اور جسے ایک عالم اور فلیسوف بھی پہچانتا ہے۔ پھر اسے عملی شکل میں بیان کیا ہے جس سے سب دعائیں کی جائیں اور جو

ذرہ ذرہ کا مالک اور اس پر متصرف ہے جو اپنی ذات یا اپنی صفات اور اپنے تمام افعال میں یگانہ و بے مثال ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی توحید جو مذہب کی جان ہے اسے کامل رنگ میں واضح طور پر اور عملی شکل میں صرف اسلام نے پیش کیا ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر اس صراحت، اس محبت اور اس انداز سے کیا گیا ہے کہ انسانی فطرت اس کی توحید کی شیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسانی قلوب اس کی محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اسی معجزانہ بیان نے عربوں سے شرک کو اس طرح دور کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ سچے مسلمان کو ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی تجلی نظر آتی ہے اور ہر جگہ اسکی قدرتوں کے نظارے سامنے دکھائی دیتے ہیں۔ وہی ہر جگہ کارفرما ہے اور اسی کی شان کون و مکان کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے۔ وہ ہر کمزوری اور عیب سے پاک ہے اور سب خوبیوں کا جامع ہے۔ یہ واحد و قادر مطلق خدا، زندہ خدا جو ہر زمانہ میں اپنی قدرتوں کو ظاہر کرتا ہے، اپنے پیارے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے صرف اسلام نے پیش کیا ہے۔

(۹) نواں امتیازی کمال

انسانی زندگی نمونہ کی محتاج ہے انسانوں کے مختلف طبقات ہیں۔ مجرد بھی ہیں شادی شدہ بھی، غریب بھی ہیں امیر بھی، صاحب اولاد بھی ہیں بے اولاد بھی، محکوم بھی ہیں صاحب اقتدار بھی، برسر پیکار بھی ہیں اور پُرامن بھی۔ تاجر بھی ہیں اور دوسرے کاروباری بھی۔ غرض انسانوں کے مختلف طبقات ہیں ان کے لئے کامل نمونہ وہی وجود ہو سکتا ہے جس کی زندگی تاریخی بھی ہو اور وہ ان معروف انسانی ادوار زندگی میں سے گزرا بھی ہو۔ اور اس نے ہر حالت میں پاک اور اعلیٰ درجہ کا نمونہ چھوڑا ہو۔ اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی نہ صرف تعلیمات ہی اعلیٰ و جامع ہیں بلکہ اس کا رسول حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی کامل ترین رسول ہے۔ اس کی زندگی ایسی تاریخی زندگی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی انکار کی گنجائش نہیں پھر وہ یتیمی سے لے کر شہنشاہیت تک کے سب ادوار میں سے گزرا ہے اور اس نے زندگی کے ہر موڑ پر ایک درخشندہ مثال قائم کی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۲) کہ تم سب لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسوۂ حسنہ ہے، کامل نمونہ ہے۔ پھر فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۲) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس نبی کی پیروی کرو تم خدا کے پیارے بن جاؤ گے۔

یہ کامل، زندہ اور قابل اتباع نمونہ صرف اسلام پیش کر سکتا ہے دوسرے بعض مذاہب کے پیشواؤں کی زندگی بلکہ ہستی ہی پردۂ غیب میں ہے۔ بعض لوگ اپنے نبیوں کی طرف ہزاروں عیبوں اور گناہوں کو منسوب کرتے ہیں۔ بلاشبہ ہم سب نبیوں کو پاک مانتے ہیں مگر ان مذاہب کے لوگ اپنے مسلمات

کے مطابق ان انبیاء کو بطور نمونہ پیش نہیں کر سکتے۔ جو مذاہب اپنے بانی کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں وہ بھی انسانوں کے لئے نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہیں کیونکہ انسانوں کے لئے نمونہ انسان ہی ہو سکتا ہے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔

پس اسلام کو یہ ایک نمایاں امتیازی کمال حاصل ہے کہ وہ کامل نمونہ پیش کرتا ہے۔

(۱۰) دسواں امتیازی کمال

مذہب کی غرض خدا تک پہنچنا ہے۔ مذہب وہ راستہ ہے جو اپنے سالکین کو منزل تک پہنچاتا ہے۔ وہ ایک شجرۂ طیبہ ہے جو ہمیشہ اپنے پھل دیتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر مذہب اپنے وقت پر پھل دیتا تھا۔ مگر اسلام کو جو امتیازی کمال حاصل ہے وہ یہ ہے کہ وہ آج بھی اور آئندہ بھی تا قیامت شیریں پھل دیتا ہے اور دیتا رہے گا۔

کسی مذہب کے زندہ پھل وہ لوگ ہیں جو اس مذہب کی پیروی کر کے خدا رسیدہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے بارگاہِ رب العزت میں قرب پا لیا ہے۔ ایسے لوگ خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوتے ہیں، ان پر الہام نازل ہوتے ہیں، انہیں رؤیا و کشوف سے نوازا جاتا ہے، انہیں بکثرت سچی خوابیں آتی ہیں اور ان کی دعائیں بڑی کثرت سے قبول کی جاتی ہیں۔ ان پر کلام الٰہی کے معارف و حقائق کھولے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ زندہ مذہب کا پھل ہوتے ہیں اور وہ مذہب کی حقانیت پر زندہ گواہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اس پاک درخت کی طرح زندہ مذہب قرار دیا ہے جو تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا کا مصداق ہے یعنی جو ہر وقت اپنا تازہ پھل دیتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو حقیقتاً اپنا رب مانتے ہیں اور اس عقیدہ پر پوری استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں اور وہ انہیں تسلی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوف و حزن نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں، دنیا اور آخرت میں ہم آپ کی مدد کریں گے۔

اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے، ساری اسلامی تاریخ ایسے مقدسوں کے ذکر سے بھرپور رہی ہے اور ہمارا یقین ہے کہ یہ امتیازی کمال بھی ہر زمانے میں صرف اسلام میں پایا جاتا ہے اور کوئی مذہب اس میدان میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلام وہ زندہ دین ہے جس کے پھل اس کی زندگی کی شہادت دیتے رہے ہیں اور آج بھی شہادت دے رہے ہیں اور جب تک یہ زمین اور آسمان موجود ہیں یہ شہادت دیتے رہیں گے۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے آج سے ساٹھ سال قبل اسی شہر لاہور میں کتنے پاکیزہ الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ:۔

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت

ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی تڑپ ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور یہ حجاب کس دوا سے اٹھیگا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔

میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ملا ۱۳۱-۱۳۲)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

۱۳ $\frac{۵}{۶۲}$

قابلِ غور شذرہ

"مغربی ممالک میں اشاعتِ اسلام اور علماء کی اوّلین توجہ"

ایڈیٹر صاحب "تنظیم اہلحدیث" لاہور نے محسوس کیا ہے کہ مغربی ممالک میں جماعت احمدیہ کی مخلصانہ تبلیغی مساعی بار آور ہو رہی ہیں اسلئے اس نے مندرجہ بالا عنوان سے مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔

(۱) صدرِ مملکت سے اپیل کی ہے کہ:-

"اس مقصد (تبلیغِ دین) کے لئے ایک معقول رقم منظور کرائیں اور ملک بھر میں حسّاس دولتمندوں سے اسلام کے نام پر اپیل کریں کہ وہ بھی اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور پھر ملک کے جیّد، نامور اور عقیدہ و عمل کی حیثیت سے قابلِ اعتماد علماء پر مشتمل ایک بورڈ کے قیام کا اعلان فرمائیں اور ان کی نگرانی میں اس مقدس مشن کا آغاز فرمائیں اور اس امر کا بھی اہتمام فرمائیں کہ ان کی مملکت کا کوئی شہری تبلیغِ اسلام کے نام پر مراعات حاصل کر کے غیر ممالک میں غلط اسلام کی نشر و اشاعت نہ کرنے پائے۔"

(۲) مغربی ممالک کی حالت کے متعلق لکھا ہے:-

"مسلم علماء کو پورے عزم اور اتحاد کے ساتھ میدان میں آنا چاہیئے اور مغربی ممالک میں جبکہ دینِ کامل کی تلاش اور اسے قبول کرنے کے لئے زمین ہموار ہو رہی ہے اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے لیکن یہ کام اسوقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا جبتک اسے مضبوط بنیادوں پر نہ اٹھایا جائے اور اس مقدس کام میں مسلم سرمایہ داروں اور اسلامی حکومتوں کا تعاون حاصل نہ کیا جائے بلکہ ہمارے خیال میں یہ کام ہے ہی اسلامی حکومتوں کے کرنے کا۔"

(۳) جماعت احمدیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"آجکل یورپ میں جس اسلام کو پیش کیا جا رہا ہے اور عیسائی مذہب کے کمزور عقائد سے فائدہ اٹھا کر جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ عالمِ اسلام کے علماء کی اوّلین توجہ کا مستحق ہے۔۔۔۔ ان کے مقابلہ میں کسی انفرادی کوشش کی کامیابی مشکل ہے۔" (تنظیم اہلحدیث ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء)

الفرقان۔ ان عبارتوں کے بین السطور سے تین باتیں ظاہر ہیں۔ اوّل علماء کو حکومت اور سرمایہ داروں کے خزانہ کی چابیاں دی جائیں تب وہ تبلیغ کے لئے نکلیں گے۔ دوم انکی غرض یورپ یا مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کرنا نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں "فتنہ" پیدا کرنا ہے۔ سوم یہ لوگ صرف قول کے دھنی ہیں ورنہ اگر وہ اپنے غلط عقائد ۱ حیاتِ مسیح، ۲ نسخِ قرآن اور ۳ انقطاعِ الہام کے مقابلہ پر عیسائی مذہب کے عقائد کو واقعی کمزور جانتے تھے تو انہیں پاکستان میں عیسائیوں کے مقابلہ میں تبلیغِ اسلام کرنے میں کیا روک تھی؟ یہاں اپنی بے پناہ کثرت کے باوجود پادریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر یورپ میں زمین ہموار ہوتی دیکھ کر اسلام کے نام پر خزانے طلب کر رہے ہیں ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ــــ کیا اوّلین حقیقی ربانی علماء

دوسری صدی کا ایک صحیفہ

خطباتِ کلیمنٹائن

کتابِ مقدس میں تغیّر و تبدّل پر مقدس پطرس کے خیالات

(از جناب شیخ عبدالقادر صاحب (لائلپوری) "فاضل عیسائیت")

تاریخ سے ثابت ہے کہ مقدس پطرس اپنے تبلیغی دوروں، خطبات اور کارہائے نمایاں کی رپورٹ مقدس یعقوب کو یروشلم میں بھیجا کرتے تھے۔ ان خطوط کو سامنے رکھ کر دوسری صدی میں بعض کتابیں لکھی گئیں جو کہ "کلیمنٹائن لٹریچر" کے نام سے موسوم ہیں۔

پہلی صدی میں یہودی صوفیا کی ایک جماعت اخوتِ اسینیہ کے نام سے بحیرہ مردار کے شمال مغرب اور مضافات یہودا میں آباد تھی۔ یہ لوگ عیسائیت میں داخل ہو کر ابیونی کہلائے۔ یعنی درویش۔ اسی سلسلہ کے لوگوں نے اس لٹریچر کو مرتب کیا۔ بعد میں اس لٹریچر میں اضافہ اور ترمیم ہوتی رہی۔ موجودہ شکل میں یہ لٹریچر ابتدائی عیسائیوں کے اساطیر و قصص کا مجموعہ ہے۔

ریورنڈ جارج سالمن نے ڈکشنری آف کرسچین بیوگرافی میں "کلیمنٹائن لٹریچر" پر ایک مبسوط مقالہ دیا ہے۔ اس کے شروع میں وہ لکھتے ہیں:-

"اگرچہ یہ لٹریچر دوسری صدی کے اختلافی مسائل پر ایک تاریخی ناول کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس قسم کی دستاویز ابتدائی عیسائیوں کی تاریخ اور ان کے مختلف مکاتیبِ خیال کے مطالعہ کیلئے نہایت قیمتی اور بڑی اہمیت رکھتی ہے۔"

موجودہ زمانہ میں صحائفِ قمران کے انکشاف نے اس کی اہمیت اور بھی بڑھا دی ہے۔ کیمبرج کے ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیچر نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ صحائفِ قمران اور خطبات ان موحد عیسائیوں کی تعلیمات کے آئینہ دار ہیں جو کہ تاریخ میں ابیونی کہلائے۔ یہ لوگ عبرانی نسل کے عیسائی تھے۔ توحید کے دلدادہ، تورات پر عامل اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا ماننے کی بجائے محض "رسولٌ الیٰ بنی اسرائیل" سمجھتے تھے۔ وہ پولوس کے سخت خلاف اور اس کی تعلیم کو کھلی گمراہی قرار دیتے تھے۔ خطباتِ کلیمنٹائن (*Clementina Homilies* and *Recognition*) ابتدائی عیسائیوں کے عقائد اور ان کی تعلیمات کے لئے اہم ذریعۂ معلومات

ہے۔ چرچ نے شروع سے اس کتاب کو قبول نہیں کیا۔ "مجموعہ بدعات" کی مُہر لگا کر ردّ کر دیا۔

اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخالف سائمن لیگس کی طرف سے مقدس پطرس اور اس کے شاگردوں کے سامنے کتاب مقدس پر مندرجہ ذیل اعتراضات پیش کئے گئے:۔

۱۔ بائیبل میں بعض جگہ کثرتِ الٰہ کا ذکر ہے جو کہ عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔

۲۔ اپنے بعض فیصلوں پر پچھتانے کا ذکر ہے۔ لوگوں کے دلوں کو سخت کر دینے کا بیان ہے اور اسی طرح کی دوسری باتیں۔

۳۔ شریعت کے علمبردار بزرگوں اور نبیوں پر الزامات عائد کئے گئے۔ آدم، نوح، ابراہیم، یعقوب اور موسیٰ علیہم السلام کے متعلق نازیبا باتیں درج ہیں۔

یہ اعتراضات جب مقدس پطرس کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے اپنے شاگرد کلیمنٹ کو بتایا کہ اس قسم کی باتیں دراصل کتاب مقدس کا حصہ نہیں ہیں بلکہ بعد میں لوگوں نے ایسی باتیں داخل کتاب کر دیں لیکن مشکل یہ ہے کہ اس امر کا اظہار پبلک میں کھل کر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہود اس کلمۂ حق کے سننے کی تاب نہیں رکھتے۔ مصلحتِ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسی باتیں عوام میں نہ کی جائیں۔

اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس مباحثہ میں جب یہی اعتراض مقدس پطرس پر کئے گئے تو وہ اظہار حق سے رُک بھی نہ سکے۔ انہوں نے جرأت اور دلیری سے یہ بات کہہ دی کہ ہمارے عقیدہ کی رُو سے بائیبل کے وہ حصے جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بزرگ نبیوں کے متعلق ناروا باتیں درج ہیں کتاب مقدس کے متن کا حصہ نہیں ہیں بلکہ یہ سب الحاقات ہیں۔ ولیم سمتھ کی مشہور ڈکشنری آف کرسچین بیوگرافی میں خطباتِ کلیمنٹائن پر جو مقالہ درج ہے اس میں لکھا ہے:۔

"Peter prepares Clement by teaching him his secret doctrine concerning difficulties likely to be raised by Simon, the true solution of which he could not produce before the multitude. Simon would bring forward texts which seemed to speak of a plurality of Gods, or which imputed imperfection to God, or spoke of him

as changing his purpose or hardening men's hearts and so forth; or, again, which laid crimes to the charge of the just men of the law, Adam and Nooh, Abraham, Jacob, and Moses. In public it would be inexpedient to question the authority of these passages of Scripture, and the difficulty must be met in some other way. But the true solution is that the Scriptures have been corrupted, and all those passages which speak against God are to be rejected as spurious additions."

(A Dictionary of Cristian Biograppy vol I. P.570)

ترجمہ:- "سائمن کے سوالات کے باعث جو مشکل پیدا ہوئی مقدس پطرس نے اپنے شاگرد کلیمنٹ کو اس کے صحیح حل کے لئے تیار کیا اور اسے وہ مخفی اصول بتایا جو کہ عوام میں پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سائمن تورات کے ایسے حوالے پیش کرتا تھا جن سے کثرت آلہہ کا استدلال ہوتا ہے یا جن میں اللہ تعالیٰ کے تقدس کے خلاف باتیں درج ہیں۔ مثلاً خدا نے اپنے ارادوں کو بدلا، اُس نے لوگوں کے دلوں کو سخت کر دیا اور اسی طرح کی دوسری باتیں۔ یا پھر انبیاء جو شریعت کے داعی تھے مثلاً آدم، نوح، ابراہیم، یعقوب اور موسیٰ کو طرح طرح کے الزامات سے متہم کیا گیا۔ پطرس نے بتایا کہ عوام میں ایسے حوالوں کے پیش نظر بائیبل کی سند کے متعلق کوئی بات کہنا خلافِ

مصلحت ہے جس کے بُرے نتائج نکل سکتے ہیں لیکن ان کا صحیح حل یہی ہے کہ صحفِ بائیبل دراصل محرّف و مبدّل ہو کر بگڑ گئے اور تمام وہ حوالے جو کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں وہ ردّ کر دینے کے قابل ہیں۔ وہ سراسر الحاقی اور خود ساختہ باتیں ہیں جو کتاب مقدس میں داخل ہو گئیں۔"

آگے لکھا ہے کہ باوجود دیکہ پطرس کا ارادہ اس نظریہ کو ظاہر کرنے کا نہ تھا لیکن اس نے یہ باتیں بحث کے دوران میں پیش کر دیں۔

اسی طرح اس کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی یسوع کے ماننے والے ہی یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ تورات کے کونسے حصے صحیح ہیں اور کونسے الحاقی۔ اور اگر کوئی بہتر تاویل ہو سکتی ہے تو وہ بھی عیسوی تعبیر کی روشنی میں ممکن ہے۔

کیمبرج کے عظیم سکالر ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیچر (Dr. J. L. Teicher) نے لندن ٹائمز کے "لٹریری سپلیمنٹ" میں ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ابتدائی عیسائی سادی کتاب مقدس کو مستند نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے برخلاف یہ مانتے تھے کہ کتاب مقدس کے کچھ حصے الحاقی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابتدائی یہودی مسیحیوں کی کتاب خطباتِ کلیمنٹائن میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ عبرانی بائیبل کے بعض حصے حقیقی الہام ہیں باطل عناصر اور انسانی دست بُرد کا نتیجہ ہیں۔ ان الحاقی عبارتوں کو جانچنے کا معیار خدا تعالیٰ کے سچے نبی یسوع کے ماننے والوں ہی کے پاس ہے۔ وہی بائیبل کے درست اور نادرست صحیح اور غلط متن میں تمیز کر سکتے ہیں۔" (ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ ۲۲؍۵ مضمون تنا پیرا کا نسخہ کتاب پیدائش)

آج سے اٹھارہ سو سال پہلے کے یہ حوالے جہاں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ابتدائی عیسائی الوہیتِ مسیحؑ کے قائل نہیں تھے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا ایک سچا نبی سمجھتے تھے وہاں بائیبل کے متن کے متعلق بھی ان کے عقیدہ کو واشگاف الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ قرآنی دعویٰ یحرّفون الکلم عن مواضعہ کی صداقت پر یہ ایک بیّن ثبوت ہے۔

یہاں یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس کتاب میں کفارۂ مسیح کا بھی کوئی ذکر نہیں بلکہ وراثتِ گناہ کی اساس "عصیانِ آدمؑ" سے انکار کیا گیا ہے لکھا ہے کہ تورات میں آدمؑ کے گناہ کا قصہ خود ساختہ ہے وہ قابلِ قبول نہیں (کیونکہ خدا تعالیٰ کے نبی گناہ میں ملوث نہیں ہوتے)

(ڈکشنری آف کرسچین بائیوگرافی ص۵۷۴)

شاذ کی قمران کے غاروں سے قدیم نوشتوں کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے خطباتِ کلیمنٹائن کی بعض عبارتیں ان صحائف میں شامل ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ان خطبات میں پہلی صدی کی روایات موجود ہیں مثلاً خطبات میں لکھا ہے:-

"شریعت موسوی کے مطابق قربانیوں
کی رسوم صادق نبی کے ظہور تک
واجب ہیں"

یہ عبارت صحائف قمران میں بھی ملتی ہے۔

اسی طرح غاروں سے ایک شخص شاپیرا کو تورات کی کتاب پیدائش کا ایک نسخہ ملا تھا جو کہ موجودہ تورات سے مختلف ہے۔ ڈاکٹر جے۔ ایل ٹیچر کے نزدیک یہ تورات ابتدائی عیسائیوں نے مرتب کی تھی کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ موجود الوقت تورات محرف و مبدل ہو گئی ہے اس کی ترمیم و اصلاح خدا کے رسول یسوع کے ماننے والوں کا مشن ہے۔

خطبات میں لکھا ہے کہ مقدس لٹریچر کو مخفی رکھنا ضروری ہے۔ یہ صرف ان لوگوں کے ہاتھ میں جانا چاہیئے جو کہ ثقہ ہوں اور اس کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہوں۔

جوزیفس نے اسینی اخوت کے متعلق یہی بات لکھی ہے۔ جماعت قمران اسی سلسلہ سے تعلق رکھتی تھی۔

خطبات میں تجرد کی زندگی کی مخالفت کی گئی ہے (ص۷۵) جوزیفس لکھتا ہے کہ اخوت اسینیہ کا ایک گروہ تجرد کے خلاف تھا۔ غالباً یہ گروہ وہی تھا جو عیسائیت قبول کر چکا تھا۔ صحائف قمران میں لکھا ہے کہ بیس سال کی عمر میں شادی لازمی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ رہبانیت ابتدائی عیسائیوں کا شعار نہ تھا۔

الغرض صحائف قمران کے انکشاف کے بعد خطبات کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہے۔

خطبات میں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے معجزات اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس سے طاقت حاصل کرنے کے بعد صادر ہوتے تھے (ہومیلی ½) قرآن حکیم کے لفظ "باذن اللہ" میں یہ حقیقت بیان کی گئی۔

خطبات میں ہے کہ یسوع کا دعویٰ مسیحیت وہ بنیادی فرق ہے جو کہ یہودیت اور عیسائیت میں پایا جاتا ہے۔ اس کے ماسوا بنیادی عقائد ایک جیسے ہیں[1] اس سے ظاہر ہے کہ ابتدا میں عیسائیت دین موسوی سے مختلف نہ تھی۔ موجودہ عیسائیت بعد کی پیداوار ہے۔

خطبات میں جہاں پرانے عہدنامہ میں الحاقی عبارتوں کی نشاندہی کی گئی وہاں عہدنامہ جدید کے بعض حصوں کو رد کیا گیا۔

اناجیل اربعہ کے بعض حوالے جو کہ خطبات میں درج ہیں موجودہ اناجیل کے متن سے مختلف ہیں۔ بعض ایسے حوالے دیئے گئے جو کہ موجودہ اناجیل میں نہیں ملتے۔ اس اختلاف پر علماء بائبل کی رائے یہ ہے کہ ابتدائی عیسائی جو کہ ابیونی کہلاتے تھے۔ ان کے پاس آرامی اناجیل تھیں جو کہ یونانی انجیل سے مختلف تھیں (ص۳۵ - ص۷۵ کتاب مذکور)

خطبات میں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی حقیقی

---

[1] According to the Hebrews by H. J. Schonfield P. 189, 192

انجیل کو بگاڑ دیا گیا۔ ایک دھوکہ باز نے باطل انجیل کو باہر پھیلا دیا۔ سچی انجیل پطرس نے پیش کی ہے جو کہ اپنا مخفی اثر پیدا کر رہی ہے۔ اور پھیلی ہوئی بدعات کا رد کرتی ہے۔ (ص ۵۶۷)

خطبات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مقام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں جو کہ اہل کتاب کے اختلافات میں حکم و عدل بن کر آئے ہیں۔ مقدس پطرس فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں وہ صادق نبی آیا ہے جس کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ:۔

"انسانی ظلمت کو روشنی میں بدل دیا جائے اور لوگوں کو ایمان کی تعلیم دی جائے۔ جو شخص اس صادق نبی سے ایمان کی سند حاصل کر لیتا ہے وہ غیر یقینی باتوں اور شک و شبہ سے نکل کر یقین کی راہ پہ گامزن ہو جاتا ہے۔ یہ نبی جو بھی تعلیم دیتا ہے وہ شک و شبہ سے بالا ہے!" (ص ۵۶۸)

خطبات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مقدس پطرس اپنے کام کی سالانہ رپورٹ کلیمنٹ سے لکھوا کر یروشلم میں مقدس یعقوب کو بھیجتے تھے جو کہ اسوقت عیسائیوں کے امیر تھے۔ (ص ۵۶۸)

مصر کے آثارِ قدیمہ سے نکلنے والی توما کی مرتبہ انجیل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی ہجرت کے بعد مقدس یعقوب عیسائیوں کے امیر تھے۔ الغرض کلیمنٹائن لٹریچر کے انبارِ خذف میں ایسے گوہر موجود ہیں جو کہ ابتدائی عیسائیوں کا سرمایۂ ایمان ہیں +

حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید رح کی یاد میں

(جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی راولپنڈی)

مضطرب ہے کس قدر ان شعلہ سامانوں کی خاک
اُڑ گئی راہِ وفا میں تیرے دیوانوں کی خاک
کیمیائے دولتِ جاوید ہیں تیرے شہید
کم نہیں اکسیر سے ان تیرے پروانوں کی خاک
ایک قربانی سے پیدا سینکڑوں عاشق ہوئے
کس قدر زرخیز ہے ان پاک ایمانوں کی خاک
زندۂ جاوید ان کو کر دیا ہے عشق نے
موت سے زندہ ہوئی ہے ان کے ارمانوں کی خاک
پا گیا قربِ الٰہی سیّد عبد اللطیف
رشک اسکی خاک پر کرتی ہے سلطانوں کی خاک
کشتگانِ خنجرِ تسلیم ہیں یہ سر فروش
درس دیتی ہے وفا کا ایسے انسانوں کی خاک
دل جو ہیں خاکی تہی سوزِ درونِ عشق سے
کام کیا خاک آئیگی ان سُست پیمانوں کی خاک

ختمِ نبوّت کی حقیقت

(جناب آفتاب احمد صاحب بسمل۔ کراچی)

سناؤں میں اک واقعہ آپ کو ۔۔۔ بہت جس سے لطف آئے گا آپ کو
میں تھا مدعو اک شناسا کے ہاں ۔۔۔ کئی اور بھی تھے وہاں میہماں
تعارف مرا سب سے جب ہو چکا ۔۔۔ مرے میزباں نے مزاحاً کہا
"مرا یار بسمل جو ہے احمدی ۔۔۔ ذرا اس سے ہشیار رہنا سبھی
بڑے تیز ہوتے ہیں یہ احمدی ۔۔۔ نہ قابو میں آنا تم ان کے کبھی
کلام ان کا ہوتا ہے جادو اثر ۔۔۔ یہ تبلیغ کرتے ہیں ہر گام پر
یہ فرض اپنا ہرگز نہیں بھولتے ۔۔۔ اگر موقعہ پائیں نہیں چوکتے"
کہا میں نے ان سے کہ "بھائی مرے ۔۔۔ یہ اندیشے بے سود ہیں سب ترے
سچائی تو خود دل میں کرتی ہے گھر ۔۔۔ صداقت سدا سے ہے جادو اثر
عقائد ہمارے جو مقبول ہیں ۔۔۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ معقول ہیں
جسے حق نے کی ہے بصیرت عطا ۔۔۔ وہ آئیگا اس پاک دیں میں کھچا
اگرچہ بظاہر الگ نام ہے ۔۔۔ مگر احمدیت ہی اسلام ہے"
مری بات سنکر جو وہ زچ ہوئے ۔۔۔ اچانک پھر اک میہماں بول اٹھے
"بھلا احمدی کیسے مسلم ہوئے ۔۔۔ جو ہیں دوسرا اک نبی مانتے؟
جو ختمِ نبوّت کے قائل نہیں ۔۔۔ وہ مسلم کہاں وہ تو ہیں منکریں"
کہا میں نے ان سے "بتائیں ذرا ۔۔۔ ہے تعریف ختمِ نبوّت کی کیا؟"
وہ بولے "نبی آخری آچکا ۔۔۔ بجز عیسیٰ کوئی نہیں آئے گا

ہیں عیسیٰ پُرانے نبی اس لیئے — وہی آخری دَور میں آئیں گے"
کہا مَیں نے "یہ تو ذرا سوچئے — وہی پہلے عیسیٰ جو پھر آ گئے
تو ختمِ نبوّت کہاں پھر رہی — یہ تخصیص آقا سے یثرب گئی
ہوئے پھر تو عیسیٰ نبی آخری — اُنہیں مُہرِ ختمِ نبوّت ملی
محمدؐ کی اُمّت سے لیکن کوئی — جو پائے یہ رتبہ طفیلِ نبیؐ
اگر کرکے قرآں کی پیروی — ہے پاتا نبوّت کوئی اُمّتی
تو ایسا بروزی و ظلّی نبی — رسولِ خدا کا جو ہے اُمّتی
نہیں اپنے آقا سے ہرگز جُدا — کہ طاعت سے رتبہ یہ اس کو ملا
وہ ہے عکسِ انوارِ خیر البشرؐ — کہ مولائے کُل اس میں ہے جلوہ گر
جو خادم نے پایا وہ آقا کا ہے — کہ خادم نہیں ہے الگ کوئی شے
ہے تو رشید کا نور ہی چاند میں — ہے معلوم جب یہ حقیقت ہمیں
تو پھر اس میں حیرت کی کیا بات ہے — یہ مولائے کُل کی کرامات ہے
یہ نورِ محمّدؐ کا فیضان ہے — کہ محبوبِ باری مسلمان ہے
یہ ہے خیرِ اُمّت تو اس کے لئے — ہے لازم کہ پائے بڑے مرتبے
ذرا غور فرماؤ قرآن پر — وہ دیتا ہے کس طرح واضح خبر
کہ طاعت کرے گا جو اللہ کی — کرے گا محمّدؐ کی جو پیروی
مدارج خدا سے بڑے پائے گا — وہ منعَم جماعت میں مل جائے گا
وہ صالح، شہید اور صدّیق بھی — بنے گا بالآخر خدا کا نبی
مگر اس کی یہ شرط ہے لازمی — محمّدؐ مرے کا ہو وہ اُمّتی

یہ ختمِ نبوّت کا مفہوم ہے
سمجھ لیں اگر آپ جھگڑا ہے طے

تحریکِ دُعا

الفرقان کے خاص مُعاونین

احباب سے درخواست ہے کہ رسالہ الفرقان کے مندرجہ ذیل خاص معاونین کے لئے دعا فرمائیں۔ انہوں نے دس دس رسالہ خریداری منظور فرما کر رسالہ کے استحکام میں امداد دی ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میں خود بھی ان معاونین کیلئے دعا کرتا ہوں اور تمام ناظرین سے بھی ان کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں ——— جن دوستوں کے ذمہ بقایا جات ہیں وہ جلد ادائیگی فرما دیں۔ عنقریب رقوم بقایا کا اعلان کر دیا جائیگا ——— (ایڈیٹر)

ربوہ دارالہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے حال غانا۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحیٰ احسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پی ایچ ڈی تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب ڈاکٹر محمد یحیٰ صاحب میڈیکل آفیسر میانوالی دارالرحمت۔
- جناب مولوی بشیر احمد صاحب خادم قادری مبلغ سلسلہ۔

قادیان دارالامان

- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان۔
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی۔
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے۔
- جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب۔ معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ۔
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب واقفِ زندگی۔
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب پنشنر تن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری ادیب فاضل۔
- جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ۔
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب۔
- جناب محمد اقبال صاحب پسر چوہدری بشیر احمد صاحب بجھیت
- جناب مولوی بدرالدین صاحب عامل۔
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر درویش
- جناب عبیدالرحمٰن صاحب فانی۔

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب ملک محمد حیات صاحب تسو آنہ موضع لولہ۔
- جناب چوہدری عبدالعلیم صاحب چک ۹۲ ج۔ب۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ۔
- جناب مبارک علی خان صاحب ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ۔

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودھا
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی۔
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ ایجنسی سرگودھا۔
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ارشد صدیقی سرگودھا۔

- جناب ڈاکٹر فیروز حسین صاحب رضوی
ہیلتھ آفیسر قائد آباد
- جناب ابوالظفر رائے شمشیر خان صاحب بوئیہ
- جناب میجر محمد شفیع احمد صاحب جوہر آباد۔

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائی کورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ
پتوکی۔
- جناب قریشی عبدالرشید صاحب وحدت کالونی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب گن باغ لاہور
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
- جناب سید بہاول شاہ صاحب لاہور
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ڈسٹرکٹ جج لاہور
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب دہرم پورہ ٹرانسپورٹ
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب
ایڈووکیٹ۔
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب قریشی قمر احمد صاحب بریلوی
ماڈل ٹاؤن لاہور۔
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبدالحکیم خان صاحب
میکلوڈ روڈ لاہور۔
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایس ڈی او لاہور

- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبدالکریم صاحب مقبل
- جناب محمد عثمان صاحب ٹیکسٹی مینشن
- جناب ایس ۔ یو شیخ صاحب کوثر
مینجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے لطیف صاحب مال روڈ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض دی مال
- جناب چوہدری فضل الرحمن صاحب ‚‚
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان
سمن آباد۔
- جناب رشید احمد صاحب ملک لاہور
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
ماڈل ٹاؤن ۔
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب وحدت کالونی
- جناب مرزا عبدالرحمن صاحب ناصر
انجینئرنگ کالج۔
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب اوی پارک
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار

- جناب سید حضرت اللہ پاشا صاحب ایم اے
- جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب
ڈی ۔ پی ۔ ایچ لاہور چھاؤنی
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب
کمانڈر لاہور چھاؤنی۔
- جناب عبدالرشید صاحب افریقی
جسونت بلڈنگ۔
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب
ایڈووکیٹ سمن آباد۔
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
میکلوڈ روڈ۔

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی۔
- جناب شیخ محمد اسحٰق صاحب ملک
مری روڈ۔
- جناب رشتی احمد صاحب دہلوی
- جناب محمد یونس صاحب لٹ روڈ
سیٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب محی الدین صاحب بابا روڈ اردو
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈھوک رتی روڈ

- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم ۔ اے غنی صاحب بی ۔ اے
- جناب کرنل محمود احمد صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
- جناب مسٹر عبدالرحمٰن صاحب جی ۔ بی ۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار
- جناب کیپٹن اے ۔ یو ۔ زبیدا احمد صاحب
- جناب چوہدری نور الحسن صاحب شیخ تیاپلا
- جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی
- جناب ملک بشیر احمد صاحب
فلائٹ لیفٹیننٹ ۔
- جناب میجر عبدالرحمٰن صاحب مغل
- جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب
- جناب چوہدری مبارک احمد صاحب
ایم ۔ ایس ۔ سی ۔
- جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پیرم گلی
- جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب
- جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ
- جناب سید منظور علی صاحب
سیٹلائٹ ٹاؤن ۔
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
موٹر ٹوڈرن لمیٹڈ ۔

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ
ضلع ملتان۔
- جناب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر انچارج
سیرالیون مشن۔

• جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ
• جناب زاہد علی خان صاحب کاشانۂ نجات ملتان شہر۔
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فونین۔
• جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر رشیق احمد صاحب ایم۔بی بی ایس بوریوالہ۔
• جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندر آباد۔
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر پیران غائب۔
• جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد سلیم صاحبان دنیا پور۔
• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب حرم گیٹ ملتان شہر۔
• جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم اے
• جناب چوہدری شریف احمد، محمد صاحبان خانیوال۔
• جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور۔
• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ ملتان۔
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اومیگا ریڈیو کمپنی۔
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیا پور۔
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی۔
• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب بیرون حرم گیٹ۔

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد بانالوکو منڈی مریدکے۔
• جناب ڈاکٹر عزالدین صاحب ایم۔بی بی ایس زون ملیریا آفیسر۔
• جناب چوہدری منظور احمد صاحب آف سانگلہ ہل۔

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین کمپنی۔
• جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان وزیرآباد
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروزوالہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب صراف بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اگرا وزیرآباد
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے وزیرآباد۔
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ وزیرآباد۔
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز وزیرآباد
• جناب میاں محمد صاحب، اکبر علی صاحبان وزیرآباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب قادری نظام آباد
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیرآباد۔
• جناب میاں قمرالدین صاحب مرحوم کھوکھر گوجرانوالہ۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ہیڈ کلرک

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی عبدالحی صاحب مین بازار
• جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب مشین محلہ
• جناب خواجہ عبداللطیف صاحب مین بازار

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب منڈی بہاؤالدین
• جناب خواجہ انوار مبارک احمد صاحب کھاریاں
• جناب عبدالمالک صاحب شاہد مربی سلسلہ

ضلع سیالکوٹ

• جناب حکیم سید بشیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب ڈگری والی
• جناب محمد علی صاحب [illegible]
• جناب میاں سلطان احمد صاحب، فضل احمد صاحبان ملیکے گورایہ
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
• جناب چوہدری خان سیف اللہ خان صاحب

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم اے
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خان صاحب قلات کول کمپنی۔
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الحق خان صاحب منسی روڈ
• جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار
• جناب عبدالحق صاحب جنجوعہ
• جناب سیٹھ محمد صاحب اسلام آباد۔

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور۔
• جناب نصیر احمد خان صاحب تاجر خانپور

• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب ڈین باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب " "
• جناب علاؤالدین صاحب گوٹھ علاؤالدین
• جناب چوہدری عطا محمد صاحب
گوٹھ امام بخش۔
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمرآباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب
دریا خان مری۔
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب
نواب شاہ۔
• جناب شیخ محمد دین صاحب مرحوم نوابشاہ
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نوابشاہ۔
• جناب چوہدری فتح خان صاحب
گوٹھ فتح خان۔
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
میرپور خاص۔

• جناب بابو عبدالغفار صاحب
رسالہ روڈ حیدرآباد
• جناب چوہدری محمد اکرم صاحب لطیف آباد
• جناب ڈاکٹر احمد دین صاحب
امیر جماعت احمدیہ کنری۔
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد۔
• جناب ملک محمد الٰہی صاحب
چارکول مرچنٹ بدین۔
• جناب ملک محمود احمد صاحب
چارکول مرچنٹ۔
• جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین
• جناب ملک جلال الدین صاحب
جنرل سیکرٹری بدین۔
• جناب مہر غلام محمد صاحب
چارکول مرچنٹ۔
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب حاجی قمرالدین صاحب گوٹھ قمرآباد۔
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب
ڈیرھی کرونڈی۔
• چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب صاحب

بہاولپور

• جناب عزیز محمود خان صاحب بہاولپور
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب "
• جناب پیر محمد اقبال صاحب "
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نواب صاحب
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب
بہاولپور۔
• جناب بشیر الدین صاحب کمالی یارڈ
• جناب شیخ احمد بخش صاحب صراف
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاتر
• جناب سید انوار احمد صاحب شرقی
• جناب مرزا ارشد بیگ صاحب

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب
ایسٹرن سرومنرا امیر جماعت احمدیہ
• جناب غلام احمد صاحب فردیک کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیجر
بی۔اے۔
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
مولوی فاضل۔
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ظفر
مولوی فاضل۔
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
F. E. C. M. S.

• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
گھوڑی گارڈن۔
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
بیگم ایم۔اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب ہمنہ
پیرالٰہی بخش کالونی۔
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے
کراچی یونیورسٹی۔
• جناب مولوی صدرالدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب بہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب
قیصر ریسٹورنٹ بندر روڈ۔
• جناب چوہدری مختار علی صاحب
لالو کھیت۔
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کراچی
• جناب ملک عبدالمنان صاحب
ناظم آباد۔
• جناب چوہدری شاہنواز صاحب
شاہنواز لمیٹڈ۔
• جناب ڈاکٹر ایس۔ آر۔ احمدی کراچی
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
[illegible]۔
• جناب چوہدری انور مختار صاحب
منیجر المختار لمیٹڈ۔

• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی
• جناب چوہدری احمد جان صاحب کرمزل
• محترمہ الوہ صاحبہ سید رشیق احمد صاحب ایسٹ افریقن کمپنی۔
• جناب ملک مبارک احمد صاحب نیو کلاتھ مارکیٹ۔
• جناب میجر عبداللطیف صاحب ۹۹ کومیلا لائنز ملیر کینٹ۔
• محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی صدرالدین احمد صاحب۔
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب وڈ ایچ
• جناب عبدالرحیم صاحب موش بائی لوڈ

بہاولنگر

• جناب شیخ فیروزالدین صاحب عیدگاہ روڈ
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈا لبستی۔
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ۔
• جناب چوہدری علم الدین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مستری عبدالخالق صاحب۔
• جناب چوہدری امام الدین صاحب سدھو۔ چک 166/7-R
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک 169/7-R

• جناب چوہدری محمود الحسن صاحب باجوہ چک 191/7-R
• جناب چوہدری سردار محمد صاحب غلہ منڈی فورٹ عباس۔
• جناب چوہدری غلام مصطفےٰ احمد دین صاحبان چک 186/7-R
• جناب چوہدری حسین بخش صاحب چک 109/6-R
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک 103/6-R
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب باجوہ چک 30/5-R
• جناب چوہدری علی شیر صاحب چک ۱۴۹ مراد
• جناب چوہدری بشارت احمد صاحب چک ۱۲۹ مراد۔
• جناب ماسٹر محمد انور صاحب چک ۱۲۹ مراد
• جناب محمد سعید صاحب ولد چوہدری اللہ رکھا صاحب چک ۱۲۹ مراد۔
• جناب میاں نجم الدین صاحب چک ۱۲۹ مراد
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد۔

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب نوابزادہ محمد یحییٰ خان صاحب منون شہر
• جناب مرزا محمد عبداللہ صاحب پروپرائٹر مجاہد نجابت سنگ۔

• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل۔

لائلپور

• جناب مبارک علی صاحب اعجاز روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی۔ بجٹ آفیسر۔
• جناب شیخ الحاج عبداللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغ دین صاحب چک ۲۹۳ گ ب

دیگر اضلاع

• جناب شیخ محمد صاحب کول ریٹائرڈ اسسٹنٹ
• جناب مرزا امیر محمد خان صاحب قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان۔
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم۔اے پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب ونسہرہ
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور

مشرقی پاکستان

• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ۔
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محمد محب اللہ صاحب محمود نگر

• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ۔
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔ پی۔ ایچ نارائن گنج۔
• جناب چوہدری نور احمد صاحب کاہلوں۔ نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد فضل کریم صاحب ملال ڈھاکہ۔
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ۔
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیفی۔ ڈھاکہ۔
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ۔
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج۔
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ۔
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب چٹاگانگ۔
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤالدین صاحب چٹاگانگ۔
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ چٹاگانگ۔

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ۔
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل۔ بی حیدر آباد دکن۔
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد دکن۔
• جناب امیر علی صاحب صدیقی موگرل مالابار۔
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ۔
• جناب میاں محمد بشیر صاحب ہگلی کلکتہ
• جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فانی قاضی بہار۔
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدر آباد دکن۔
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر۔
• جناب سید بشیر الرحمن صاحب کلکتہ
• جناب محمد شمس الدین صاحب دار السلام ۱۵ کلکتہ ۲۶

لندن

• جناب مسٹر عبدالعزیز دین الدین صاحب

• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق بی۔ اے
• جناب چوہدری عبدالرحمن خان صاحب مولوی فاضل۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی الہندی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب۔
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی۔ کماسی غانا۔
• جناب مسٹر محمد ناظم خان صاحب فوری مشرقی افریقہ۔
• جناب ایم۔ اے ظفر صاحب ایم بی بی ایس شالیمہ ٹانگانیکا ایسٹ افریقہ۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل۔ ماریشس۔
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت۔
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب کویت
• جناب اے۔ بی حسن بخش صاحب پارا ماریبو۔ امریکہ
• جناب سید عبدالرحمن صاحب امریکہ

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ
کے سالہ ۱۹۱۱ء سے قائم کردہ دواخانہ کی
مرض اٹھرا کی اولین دوا

حب اٹھرا رجسٹرڈ

مکمل کورس پونے چودہ روپے
اور زنانہ۔ مردانہ اور بچوں کے امراض کی
نیز بھدف ادویات خرید فرمایا کیجئے!
فہرست ادویات مفت طلب کی جا سکتی ہے

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

ایک بار آپ بھی آزما کر دیکھیں

مایوس سے مایوس مریض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے شفا حاصل کر چکے ہیں
حب بواسیر۔ خونی ہو یا بادی کا بے خطا علاج۔ جس کے مسّے وغیرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔ جگر معدہ اور امعاء کا فعل باقاعدہ ہو کر عمدہ خون پیدا ہوتا ہے۔ مکمل کورس قیمت پندرہ روپے (علاوہ محصول ڈاک)
اکسیر دمہ۔ تر ہو یا خشک سے نجات حاصل کرنے کیلئے یہ دوائی بفضل تعالیٰ نہایت ہی کامیاب اکسیر ہے۔
آرڈر دیتے وقت اپنے حالات تفصیل سے لکھیں
مکمل کورس بیس روپے (علاوہ محصول ڈاک)
حب وجع المفاصل۔ جوڑوں کے درد کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کی نایاب اکسیر۔ قیمت دس روپے علاوہ محصول ڈاک

حکیم ظفر احمد صدیقی۔ صدیقی دواخانہ
سکندر آباد۔ ضلع ملتان

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

"الفردوس"!

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نورکاجل

• آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
• نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
• آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
• آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
• خارش، پانی بہنا، بھینگا اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ!

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح کثرت کار، تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ ایک دوپہر ایک شام بعد غذا ہمراہ آب۔
قیمت فی شیشی ۶۰ گولی پانچ روپے۔

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ گول بازار ربوہ

مکتبہ الفرقان کی مفید کتابیں

۱- بہائی تحریک پر پانچ مقالے (مجلد)	۲—۴—۰
۲- " " " (غیر مجلد)	۱—۱۲—۰
۳- حج بیت اللہ شریف (مجلد)	۴—۰—۰
۴- المبشر اسلام (مجلد)	۵—۰—۰
۵- المسند (مجلد)	۶—۸—۰
۶- حق الیقین (مجلد)	۲—۸—۰
۷- شمع حسوم	۳—۰—۰
۸- احکام القرآن	۲—۸—۰
۹- پاکستان کے گوردوارے	۰—۱۲—۰
۱۰- قول بلیغ	۱—۸—۰
۱۱- حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے	۱—۰—۰
۱۲- انعامات خداوند کریم	۳—۰—۰
۱۳- براہین العقائد	۱—۵—۰
۱۴- ظہور احمدؑ موعود	۱—۸—۰
۱۵- شہداء الحق	۱—۰—۰
۱۶- درد و درماں	۱—۸—۰
۱۷- اصحاب کہف کے صحیفے	۰—۱۲—۰
۱۸- میری داستان	۱—۰—۰
۱۹- ایک غلطی کے ازالہ کی تشریح	۰—۴—۰
۲۰- جاء الحق	۰—۸—۰
۲۱- قیام پاکستان	۰—۶—۰
۲۲- مسلمان عورت کی بلند شان	۱—۸—۰
۲۳- شانِ رسول عربیؐ	۴——۰
۲۴- سیپارہ عم ۳۰	۶—۴—۰
۲۵- تربیتی مضامین	۲—۱۲—۰
۲۶- مورل اینڈ سپرچول ٹریننگ (انگریزی)	۰—۱۲—۰
۲۷- اسلام آف دی کالج	۰—۱۲—۰
۲۸- نبذۃ از کلام احمد	۰—۱۲—۰
۲۹- قرآن کا اول و آخر	۰—۴—۰
۳۰- کلمة الیقین	۰—۱—۰
۳۱- نور احمدؐ	۰—۵—۰
۳۲- علمی معجزہ	۰—۷—۰
۳۳- عقائد جماعت احمدیہ	۰—۱—۰
۳۴- فضیلت سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۰—۳—۰
۳۵- چہل احادیث	۰—۱—۰
۳۶- آخری فیصلہ	۰—۲—۰
۳۷- شاندار فتح	۰—۱—۰
۳۸- رسول مقبولؐ کے حالاتِ زندگی	۰—۴—۰

نوٹ: جملہ کتب کا محصول ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔

مینجر مکتبہ الفرقان - ربوہ - پاکستان

پادری عبدالحق صاحب کی "مذبوحی حرکات"

۱۔ ۱۱ر اپریل ۱۹۶۲ء کو لاہور میں پادری صاحب نے اپنے قیام گاہ پر جس طرز کا مظاہرہ کیا تھا اور جو تحریر وہ مجھے دے چکے تھے اس کے پیشِ نظر مجھے یقین تھا کہ ان کے ساتھی انہیں ملامت کریں گے اور وہ خود بھی نادم ہو کر الوہیتِ مسیحؑ کے موضوع پر مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اسی لئے میں انہیں لکھ کر دے آیا تھا کہ:۔

"اگر پھر بھی کبھی آپ غور کر کے مساوی شرائط پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو اطلاع فرما دیں ہم انشاء اللہ تیار رہوں گے!"

۲۔ چالیس دن بعد اچانک ۲۱ر مئی کو مجھے پادری صاحب کی رجسٹری چٹھی ملی جس میں انہوں نے الوہیتِ مسیحؑ یا تجسمِ ابن اللہ پر تحریری پرچہ جات لکھنے پر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے ایک مضمون بھی بھیج دیا مگر شروع میں دو تین صفحے حسبِ عادت غلط اور خلافِ واقعہ امور پر بھی لکھ ڈالے۔ میں نے سرسری دیکھ کر اسے فوراً ۲۲ر مئی کو بذریعہ رجسٹری واپس کر دیا کہ جب الوہیتِ مسیحؑ پر تحریرات شروع ہو رہی ہیں ان خلافِ واقعہ امور کو قلمزن کر دیں نیز اس پر "پرچہ ۱" لکھ کر مجھے واپس کر دیں تا فوراً جواب بھیجا جائے۔

۳۔ ۲۹ر مئی کو پادری صاحب کی ایک رجسٹری چٹھی موصول ہوئی مگر اس میں نہ ان کا مضمون واپس آیا نہ آٹھوں مضامین کے مسودہ مناظرہ پر دستخط ہو کر آئے۔ البتہ پہلا مضمون بھی گھر میں روک لینے کے باوجود پادری صاحب نے مجھے نوٹس دیدیا کہ:۔

"اگر آپ نے ۴ر جون تک اس کا (اس مضمون کا جو پادری صاحب نے اپنے پاس روکا ہوا ہے) جواب رجسٹرڈ نہ بھیجا تو ہم اس پر بھی آپ کی جماعت کو شکست خوردہ تصور کر کے آئندہ لکھنا بند کر دیں گے۔"

ہمیں کوئی سمجھدار عیسائی سمجھائے کہ پادری صاحب کی ان حرکات کا کیا مطلب ہے؟

۴۔ میں نے ۲۹ر مئی کو پادری صاحب کے نام ایکسپریس تار دیا اور ۳۰ر مئی کو ایک رجسٹری چٹھی بھیجی جو بجنسہٖ درج ہے:۔

"مکرم پادری عبدالحق صاحب! السلام علی من اتبع الھدیٰ

۱۔ کل مورخہ $\frac{5}{62}$ ۲۹ کو آپ کی رجسٹرڈ چٹھی مورخہ ۲۵ر مئی موصول ہوئی۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ آپ نے اپنا پرچہ بابت الوہیتِ مسیح جسے صرف عنوان پر "پرچہ ۱" لکھنے اور اصل مضمون سے قبل کے

غیر متعلق حصّہ کو حذف کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں واپس بھیجا گیا تھا آپ نے اپنے گھر میں ہی روک لیا ہے جو سراسر ناجائز ہے۔ مَیں نے کل ہی آپ کو Express تار دی ہے کہ:۔

Send back first paper immediately

امید ہے کہ آپ نے پرچہ روانہ کر دیا ہوگا۔ درخواست ہے کہ آپ اب اس مضمون میں تو رخنہ نہ ڈالیں۔

۲۔ مَیں نے آپ کی چٹھی کی نقل نہیں رکھی۔ نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ بہرحال وہ تو آپ نے مجھے واپس کرنی تھی، یوں بھی ہم تو صاف دلی سے اور قرآنی حکم قولوا قولاً سدیداً کے مطابق معاملہ کر رہے ہیں۔ پس آپ بو اپسی وہ چٹھی بھی واپس ارسال کر دیں۔ آپ کے پاس تو پہلے سے اس کی نقل موجود تھی پھر اس چٹھی کو خواہ مخواہ روکنے کی ضرورت کیا تھی۔ یہ چٹھی تو میرے نام تھی۔ اگر آپ معقول اور مناسب تبدیلی پر کسی وجہ سے رضامند نہ تھے تب بھی اصل چٹھی کو روکنے کا آپ کا کوئی حق نہ تھا۔ لہذا وہ جلد واپس ارسال فرمادیں۔

۳۔ آپنے الوہیتِ مسیح یا تجسّم ابن اللہ کے موضوع پر پرچوں کی گیارہ کی تعداد میں پابندی کو زیادہ پسند نہیں فرمایا۔ اسلئے مَیں بھی اس تحدید پر اصرار نہیں کرتا۔ انشاء اللہ پوری تسلّی پر ہی اس موضوع کو ختم کیا جائے گا مطمئن رہیں۔

۴۔ آپ نے اپنی چٹھی ۲۵ ۵/۶۲ میں ۲۰ راگست تک کے لئے جس چیلنج کا ذکر کیا ہے اسکے متعلق انشاء اللہ العزیز مدّت مقررہ میں بہت جلد آپ کو تسلّی بخش جواب مل جائے گا۔ و باللہ التوفیق۔

۵۔ جناب پادری صاحب! اگر ہو سکے تو تہذیب اور توازن سے چٹھی لکھا کریں کیونکہ شرافت کے علاوہ عقل اور دلیل کا بھی یہی تقاضا ہے۔ وما علینا الّا البلاغ المبین۔ ۳۰ ۵/۶۲"

۵۔ قارئین کرام! آج ۳ رجون ۱۹۶۲ء تک جبکہ رسالہ کی یہ آخری کاپی پریس میں جارہی ہے پادری عبدالحق صاحب کی طرف سے نہ تار کا جواب موصول ہوا ہے نہ پرچہ واپس آیا ہے جو نہایت افسوسناک بات ہے تاہم ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے الوہیتِ مسیح کے مضمون پر اپنا پہلا جوابی پرچہ کل مورخہ ۴ رجون کو بذریعہ رجسٹری پادری صاحب کو روانہ کر رہے ہیں تا ان پر ہر طرح سے اتمامِ حجّت ہو جائے احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کو اَور نمایاں کرے۔ آمین

خاکسار

۳ رجون ۱۹۶۲ء ابوالعطاء جالندھری

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)